امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۱۷ر شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۱ر مارچ ۲۰۲۲ء بروز سوموار | شمارہ نمبر 12

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- حکایات اہل دل، کتابوں کی دنیا
- اسلامی تربیت کی جامعیت ——
- دنیا میں بڑھتی افراتفری ——
- زبانوں کا گلدستہ اردو زبان ہے
- اسلامی نظام عدل کی خصوصیات
- اخبار جہاں، ہفتہ وار ملی سرگرمیاں

عیادت: ہم دردی، غم گساری اور دل جوئی کا نبوی طریقہ

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

صحت انسانی زندگی کے لیے اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے، اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے لیکن صحت ہمیشہ نہیں رہتی زندگی میں بہت بار آدمی بیمار ہوتا ہے۔ درد والم کی کیفیت سے گذرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اللہ رب العزت نے بیشتر ایام صحت کے ساتھ رکھا تو اس کا شکر تو ادا نہیں ہو پایا، اب چند ایام بیماری کے ہیں تو کیوں شکوہ کناں رہوں، یہ احساس اس کے اندر برداشت کی غیر مرئی قوت پیدا کرتا ہے، اس کی وجہ سے اس کے لیے دکھ اور تکلیف کا برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، بیماری میں پریشانی اور غم کو کم کرنے، ہمدردی، غمگساری اور دلجوئی کا نبوی طریقہ عیادت ہے اسی لیے بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کا حکم دیا۔ اور اس کے فضائل کثرت سے بیان کیے اور اسے اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا ذریعہ اور جہنم سے بعد اور دوری کا سبب قرار دیا، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں بہت ساری صحیح روایات موجود ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت کا بڑا ثواب ہے، بعض روایتوں میں اسے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق قرار دیا گیا ہے، ایک روایت میں اسے قرب خداوندی کا ذریعہ بتایا گیا، یہ قرب خداوندی اسی وقت حاصل ہوگی، جب عیادت صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے کی جائے، کوئی دنیاوی غرض اس میں پوشیدہ نہ ہو، عیادت کرنے والا اس خوف سے عیادت نہ کر رہا ہو کہ اگر عیادت نہیں کیا تو لوگ کیا کہیں گے، اس سلسلے میں ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، جسے ترمذی نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے صبح کو جاتا ہے تو ستر (۷۰) ہزار فرشتے شام تک اس کے حق میں رحمت کی دعائیں کرتے ہیں، اور جنت میں عیادت کرنے والوں کے لیے ایک باغ اس پر مستزاد ہوگا، حضرت ثوبانؓ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت اور مزاج پرسی کرتا ہے تو واپسی تک جنت کے باغوں اور پھلوں کے درمیان رہتا ہے، یہ روایت صحیح مسلم شریف میں موجود ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مریضوں کی عیادت کرنے کا تھا، حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق میری عیادت کے لیے تشریف لائے، اس وقت مجھ پر غشی طاری تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے میرے اوپر چھینٹیں ماری تو مجھے ہوش آ گیا، ان روایتوں کی بنیاد پر علماء نے عیادت کو سنت قرار دیا ہے، کیوں کہ عیادت کی فضیلت پر قولی وفعلی احادیث کثرت سے آئی ہیں۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ پوچھیں گے کہ تم نے میری عیادت نہیں کی، بندہ کہے گا کہ یا اللہ تجھے عیادت کی کیا ضرورت ہے تو ان چیزوں سے بے نیاز ہے، اللہ کہیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت اور مزاج پرسی نہیں کی، اگر تو اس بندہ کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے قریب پاتا، اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بیماری کی حالت میں بندہ اللہ سے قریب ہوتا ہے اور وہ اپنے مرض کی شدت پر جو صبر کرتا ہے اور صحت کی حالت پر جو شکر ادا کرتا ہے اس کی وجہ سے اسے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے، اسی لیے بعض روایتوں میں مریض کی دعا کے مقبول ہونے کی بات بھی کہی گئی ہے، ظاہر ہے اس کی وجہ قربت خداوندی ہی ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ اسلام میں عیادت کی بنیاد مذہبی نہیں، انسانی ہے، اس لیے مریض کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اس کی عیادت کرنی چاہیے تاکہ اس کے دل میں اسلام کی عظمت جاگزیں ہو اور مسلمانوں سے نفرت کا احساس کم ہو سکے، جو بعض داخلی اور خارجی وجوہات کی وجہ سے اس کے دل ودماغ اور سوچ وفکر کا خاص طور پر حصہ بن گئے ہیں، مشہور روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بڑھیا کی عیادت کی جو آپ کے جسم اطہر پر گرد وغبار ڈالا کرتی تھی اور راستے میں کانٹے بچھاتی تھی۔ آج کے نفرت کے اس ماحول میں غیر مذاہب والوں کی عیادت کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم دوسرے اعمال کی طرح اس کام میں بھی انتہائی کاہل اور سست واقع ہوئے ہیں، ہمارے پڑوس میں ہمارا بھائی رہتا ہے، لیکن ہم اس بیمار بھائی اور پڑوسی کی عیادت کے لیے حاضر نہیں ہو پاتے، حاکموں کا حال ماتحتوں کے سلسلے میں آقا کا حال نوکر اور مزدوروں کے سلسلے میں تو اور بھی ناگفتہ بہ ہے، انہیں فون پر دریافت حال کی بھی فرصت نہیں ہوتی، اس سے مستثنیٰ صرف اپنے بیوی بچے ہوتے ہیں ذرا سی چھینک آن پڑی اور سر درد کی خبر آئی نہیں کہ ہم بے چین ہو اٹھتے ہیں، لیکن دوسرے کے جاں بلب ہونے کی خبر پر بھی ہمارے جسم پر جوں تک نہیں رینگتی، یہ حال ہم مسلمانوں کا مسلمانوں کے ساتھ ہے، جو ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے، دیگر مذاہب والوں کی عیادت کا تو ہمیں خیال بھی نہیں آتا۔ حالانکہ آج کل ذرائع ابلاغ نے اتنی وسعت حاصل کر لی ہے کہ مریض کی عیادت کے لیے سفر کرنا بھی ضروری نہیں ہے، اب تو ویڈیو کانفرنسنگ اور کالنگ کے ذریعہ دور دراز سے آمنے سامنے بات ہو سکتی ہے، لیکن سہولتیں جس قدر ہیں ہماری بے اعتنائی بھی اسی قدر ہے، عیادت کرنے والے بعض افراط کے بھی شکار ہوتے ہیں، بعض لوگ شب وروز فون کرکے اتنی بار خیریت دریافت کرنا شروع کرتے ہیں کہ طبیعت گراں بار ہو جاتی ہے اور بعض لوگ مریض کی اس قدر ان دیکھی کرتے ہیں کہ شریعت کے حکم کے پاس ولحاظ نہ رکھنے کا احساس ہونے لگتا ہے۔

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا، اسلام میں عیادت صرف مزاج پرسی کا نام نہیں ہے، بلکہ ہمدردی، غم گساری، دل جوئی اور دلداری کا نام ہے، اس کے بھی اصول وآداب ہیں، ہدایت دی گئی ہے کہ مریض کے سامنے اس کی درازی عمر کی بات کی جائے، ایسی باتوں سے وقت مقررہ تو بدلے گا نہیں، لیکن مریض کو مرض سے لڑنے کا حوصلہ ملے گا۔ حدیث میں "لا باس طهور انشاء الله" وغیرہ کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے، اسی طرح بعض لوگ آتے تو عیادت کے لیے ہیں، لیکن آداب عیادت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے کہنے لگتے ہیں کہ یہ مرض تو بڑا سخت ہے، فلاں شخص کی موت اسی مرض میں ہو گئی تھی، ایسے جملوں سے ہر حال میں احتراز کرنا چاہیے، تاکہ مریض اپنی زندگی سے مایوس نہ ہو جائے، اس کے سامنے امید افزا جملے کہے جائیں تاکہ وہ اپنے دل میں خوشی محسوس کرے اور مرض کو ہلکا سمجھے اس سے اس کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوگا، ہم سب جانتے ہیں کہ بعض مرض صرف قوت مدافعت ختم ہونے کی وجہ سے موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔

عیادت کے لیے آنے والوں کے ذہن میں یہ بات بھی رہنی چاہیے کہ مریض کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں، اسے دوا کھانا ہے، قضائے حاجت کا تقاضہ ہے، دوسری خدمات درکار ہیں، ظاہر ہے اگر عیادت کرنے والا دیر تک بیٹھا رہے گا تو مریض کی بہت ساری ضرورتوں کی تکمیل میں رکاوٹ ہو سکتی ہے، اس لیے مریض کے پاس مختصر قیام کرنا چاہیے، سوائے اس کے کہ جب اس کی طویل نشست مریض کے لیے انسیت کا سبب ہو اور وہ عیادت کرنے والوں کے بیٹھنے سے تقویت محسوس کرے، ایسے میں مریض کی دل جوئی کے لیے بیٹھنے میں حرج نہیں ہے، اسی لیے جو مستقل تیمار دار ہے وہ اس اصول سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ وہ مریض کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ہی اس کے پاس فروکش رہتا ہے، یہاں پر ایک لطیفہ ذہن میں آ گیا۔ ایک مریض کی عیادت کے لیے ایک صاحب گئے، گھنٹوں بیٹھے رہے، مریض سے رہا نہ گیا اس نے کہا لوگوں کے دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے مجھے پریشانی کا سامنا ہے، ان صاحب نے کہا کہ اگر اجازت دیں تو دروازہ بند کر دیں، مریض نے کہا ضرور، لیکن باہر سے، یہ لطیفہ بتاتا ہے کہ کبھی یہ معاملہ کس قدر پریشان کن ہو جاتا ہے۔

بخاری اور مسلم کی روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تو مریض کے لیے دعا فرماتے کہ پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور کرکے شفا فرما دے تو ہی شفا دینے والا ہے، ایسی شفا عطا فرما دے جو بیماری کا اثر بالکل زائل کر دے۔ حدیث میں اور بھی دعائیں عیادت کے وقت منقول ہیں یاد ہو تو اس کا پڑھنا بھی مریض کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

بلا تبصرہ

"انتخابات عوامی مسائل پر نہیں، بلکہ مذہبی تفریق کی بنیاد پر ہوتے ہیں، بھارتیہ جنتا پارٹی نے، ریاست میں عوام کو مذہبی بنیادوں پر بانٹنے کی کوشش کی اور وہ اس میں پوری طرح کامیاب رہی ہے...... دراصل مذہب کے سامنے عوام اپنے مسائل بھول جاتی ہے، ورنہ اتر پردیش میں عوامی مسائل کی بھرمار ہونے کے باوجود بی جے پی کی اقتدار میں واپسی پر لوگ حیران ہیں۔"

(عامر سلیم خان، ہمارا سماج ۱۱/ مارچ ۲۰۲۲ء)

اخلاقی بیماری

"کامیابی اپنی محنت سے حاصل ہوتی ہے، دوسروں کی غلطیوں سے نہیں (؟) بہت سے رشتے ختم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک کچھ بول نہیں پاتا اور دوسرا کچھ سمجھ نہیں پاتا (؟) بات مشہور ہے کہ تعریفوں کے پل کے پیچھے مطلب کی ندیاں بہتی ہیں (؟) جو تمہیں دھوکہ دے تم اسے دھوکہ مت دو (؟) چند لوگوں سے بھی ہمدردی کرنا سیکھو، یہ بغیر لفظوں کے دعائیں دیتے ہیں۔"

(حاصل مطالعہ)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

دل کی بیماری

''دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہیں'' (سورۂ نساء:۵۴)

مطلب: اللہ رب العزت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو متنوع فضل وکمال اور جاہ ومنصب سے نوازا تھا، اس پر یہود ونصاری جلتے اور حسد کرتے تھے، چنانچہ حق تعالی سبحانہ نے اس آیت کے ذریعہ آپ کو تسلی دی کہ آپ کو جو کچھ علم ومرتبہ عطا ہوا، وہ میں نے اپنے فضل وکرم سے عطا کیا ہے، ان لوگوں کی باتوں پر ہرگز توجہ نہ دیں اور آپ اپنے دعوتی مشن کو جاری رکھیں۔ حسد دل کی ایک ایسی مہلک بیماری ہے، جس سے انسان کی کم ظرفی اور احساس کمتری ظاہر ہوتی ہے، کیوں کہ حاسد دوسروں کی نعمت کو دیکھ کر گھٹن محسوس کرتا ہے کہ وہ اس سے چھن جائے، "الحسد تمنی زوال النعمة" دوسرے آدمی کی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا حسد ہے اور یہ بغض وکینہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور جب یہ مرض کسی آدمی کے دل میں پیدا ہو جائے تو دیمک کی طرح اس کو چاٹنے لگتا ہے، اس کی آگ میں جلتا رہتا ہے، پہلے دوسروں کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جب دوسرے کو نقصان نہیں پہونچتا تو پھر وہ حسد کی آگ میں خود جلتا رہتا ہے، اور اپنی صحت وتندرستی کو خراب کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ موت آجاتی ہے، تو پھر مرنے کے بعد بھی وہ جہنم میں جلے گا؛ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے بچو؛ کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے، اس لیے حسد چاہے کسی کے دنیاوی کمال پر ہو یا دینی کمال پر، دونوں حرام ہیں اور اس سے بچنا چاہئے اور جب کبھی یہ کیفیت دل میں پیدا ہو تو فوراً توبہ واستغفار کر کے شیطانی وساوس سے دل کو پاک کر لینا چاہئے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کا ایک علاج یہ بیان فرمایا کہ جس سے حسد ہو، اس کے لیے ترقی کی خوب دعا کریں اور اس کے ساتھ احسان بھی کرتے رہیں، خواہ مال سے ہو، یا بدن سے، یا دعا سے، چند دنوں میں حسد دور ہو جائے گا۔ ہاں اگر کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا پیدا ہو کہ کاش اللہ یہ نعمت مجھے بھی عطا فرماتا تو یہ حسد نہیں؛ بلکہ رشک ہے اور اس کی اجازت ہے؛ کیوں کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جب بھی کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے کہ یہ نعمت مجھے بھی مل جائے، لیکن اس کا بہت زیادہ استحضار کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے، ہاں اگر دینداری کی وجہ سے رشک پیدا ہو کہ فلاں شخص دینداری میں مجھ سے آگے بڑھا ہوا ہے، مثلاً کوئی صاحب علم خود بھی نیک عمل کرتا ہے اور دوسروں کو نیکی کی طرف بلاتا ہے یا کوئی صاحب مال ہے اور وہ اس مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کر رہا ہے اور دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ کاش میرے پاس بھی علم اور مال کی نعمت میسر ہو تو میں بھی نیکی کے کاموں میں حصہ لے سکوں تو یہ رشک پسندیدہ ہے اور بڑی اچھی بات ہے، مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد ورشک صرف دو موقعوں پر غیر مضر ہو سکتا ہے، ایک تو ایسے آدمی سے جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو، دوسرے اس آدمی سے جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہو۔

اپنے اندر تبدیلی لائیے

''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''رب العزت فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں- بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہے، اگر بندے میری فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ظالم بادشاہوں کے قلوب کو ان کے حق میں رحمت اور شفقت کی طرف موڑ دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں عادل اور نرم خو حاکموں کو غضب اور سختی کی طرف موڑ دیتا ہوں، جس کے نتیجہ میں وہ بادشاہ ان کو سخت مشکلات اور تکالیف میں مبتلا کر دیتے ہیں، اس لئے تم اپنے کو ان حاکموں کے لئے صرف بد دعا کرنے میں مشغول نہ رکھو، بلکہ دعاؤں کے ساتھ اپنے کو ذکر اللہ میں مشغول کرو تا کہ میں تمہیں ان حاکموں کے شرور اور تکالیف سے محفوظ رکھوں'' (رواہ ابونعیم)

وضاحت: اس وقت پوری دنیا میں مسلمان مختلف قسم کے ظلم وستم کے شکار ہو رہے ہیں، کہیں ان کی ملی وتہذیبی شناخت کو مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے تو کہیں ان کے عرصہ حیات کو تنگ کیا جا رہا ہے، اگر ان پریشانیوں کے عوامل واسباب پر غور کیا جائے تو اس کی بہت سی وجوہات میں ایک وجہ نمایاں طور پر ظاہر ہو رہی ہے کہ اس امت کا رشتہ خالق کائنات سے کمزور پڑ گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہ بد اعمالی میں مبتلا ہو گئی ہے اور اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے صرف دعاؤں سے اپنے ظالم حکمرانوں کو بدلنے کا راستہ اختیار کر رہے ہیں، جبکہ قدرت کا قانون ہے کہ دعائیں اسی وقت اثر انداز ہوں گی جب ہم اپنے کردار وعمل اور طریقہ زندگی سے خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کو ثابت کریں، ایمان وعقیدہ میں پختگی لائیں، ورنہ گناہ کے گندے تالاب میں تیرتے ہوئے خوشبو کی امید رکھنا ناعاقبت اندیشی کے سوا کچھ نہیں ہے، اس لئے کہ رب ذوالجلال کا طے شدہ اصول ہے کہ اوروں سے اصلاح حال کی توقع رکھنے سے پہلے اپنے اعمال وکردار کی راست بازی اور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کا پابند ہونا ہوگا، ہمارے عقائد وعبادات درست ہونے چاہئے معاملات ومعاشرت میں اللہ اور اس کے احکام کی اطاعت کی پابندی ہونی چاہئے، اگر ایک دفعہ اصلاح کی فکر کی شمع دل میں روشن ہو گئی تو ان شاء اللہ یہ شمع زندگی کو منور کر دے گی، اگر ہم نے اس کا عزم وارادہ کر لیا تو حاکم بھی مشفق ومہربان ہو جائیں اور دل سے نکلنے والی دعائیں بھی بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوں گی۔

دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

کولڈ اسٹور سے تجارت

س: میں کولڈ اسٹور سے آلو کی تجارت کرنا چاہتا ہوں اس کے تاجر دو طرح کے ہوتے ہیں، بعض تاجر کسی دوسری جگہ سے آلو خرید کر لاتے ہیں اور کولڈ اسٹور میں اسٹاک کراتے ہیں اور بعض تاجر کولڈ اسٹور کے مالک ہی سے آلو خریدتے ہیں اور کولڈ اسٹور کا مالک آلو کا وزن اور اس کی قیمت کی پوری تفصیل ایک وثیقہ نامہ کے طور پر تاجروں کو دیتے ہیں، لیکن آلو کا ڈھیر تاجر نہیں دیکھتے ہیں پھر جب وہ آلو بیچنے کی باری آتی ہے تو تاجر کو دونوں اختیار ہوتا ہے کہ وہ آلو کولڈ اسٹور مالک کے پاس بیچ دے یا کسی دوسری جگہ لے کر بیچے۔ لہذا دریافت یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں کولڈ اسٹور مالک سے آلو کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں آپ نے کولڈ اسٹور کے مالک سے آلو خریدا اور یہ خرید وفروخت کا معاملہ صرف کاغذ پر ہوا، آپ نے آلو پر قبضہ نہیں کیا تو پھر آپ کے لئے اس کو کولڈ اسٹور کے مالک یا کسی دوسرے شخص سے فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ صورت بیع قبل القبض (قبضہ سے پہلے خرید وفروخت) کی ہے اور اشیاء منقولہ کی بیع قبضہ سے پہلے از روئے شرع جائز نہیں ہے: "عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ابتاع طعاما فلایبعه حتی یستوفیه" (السنن للترمذی، باب ماجاء فی کراهیة بیع الطعام حتی یستوفیه: ۱/۲۴۲)

مضاربت کی ایک شکل

س: دو شخص نے باہم ایک مرغی فارم کھولا، ایک کی پونجی اور دوسرے کی محنت تھی، منافع میں دونوں نے اپنا اپنا فیصد طے کر لیا تھا جبکہ نقصان میں بھی سبھی برابر کے شریک تھے، تقریباً تین سال تک فارم چلتا رہا، منافع بھی خوب ہوئے اور منافع کو باہم دونوں نے تقسیم بھی کیا، اب اس کے بعد کاروبار میں نقصان ہوا، جب علیحدگی کی بات ہوئی تو دوسرا فریق جس کی صرف محنت تھی وہ نقصان میں شریک ہونے سے انکار کر رہا ہے، جبکہ معاہدہ میں نفع ونقصان میں دونوں کے برابر کی شرکت کی بات تھی، نقصان صرف فارم میں ہوا ہے، پوری پونجی چار لاکھ روپے کی تھی دو لاکھ کا گھر اور دو لاکھ کا بچہ ودانا پانی وغیرہ، فارم کا گھر باقی ہے، جس کی قیمت دو لاکھ ہے، باقی دو لاکھ میں صرف ایک لاکھ باقی ہے۔

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ عقد مضاربت ختم کرنے سے پہلے نقصان ہوا اور دونوں نے اس نقصان سے قبل حاصل شدہ منافع کو باہم تقسیم کر لیا تھا جیسا کہ سوال سے واضح ہے تو ایسی صورت میں دونوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ حاصل شدہ منافع کے ذریعہ پہلے رأس المال کے نقصان کی تلافی کریں، اگر اس کے بعد بھی نقصان باقی رہ جائے تو اس کا ذمہ دار صرف رب المال ہوگا، مضارب نہیں: "وماهلک من مال المضاربة یصرف الی الربح لانه تبع (فان زاد الهالک علی الربح لم یضمن) ولو فاسدة من علمه لانه امین" "وان قسم الربح وبقیت المضاربة ثم هلک المال أو بعضه تراد الربح لیأخذ المالک رأس المال ومافضل بینهما وان نقص لم یضمن" (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۸/۴۵۵)

لڑکوں کا اپنے والد سے لڑکیوں کی شادی میں خرچ کی گئی رقم کے تناسب سے حصہ کا مطالبہ

س: میرے بیٹوں کا قرآن وحدیث کے حوالہ سے یہ کہنا ہے کہ باپ پر لازم ہے کہ جائداد تقسیم کرتے وقت اولاد کے درمیان برابری کا پورا خیال رکھے، لہذا جس طرح میں نے لڑکیوں کے جہیز کے سامان اور تلک کی شکل میں رقوم دیئے ہیں اتنی ہی مالیت لڑکوں کو بھی دیں۔ لہذا مذکورہ حالات کے پیش نظر درج ذیل سوالوں کے جوابات مرحمت فرمائیں۔ (۱) کیا ناگزیر حالات میں لڑکیوں پر خرچ کی گئی رقم میں لڑکوں کو برابر حصہ دینا پڑے گا؟ (۲) کیا برابری کرنے کے لئے ایسا کیا جا سکتا ہے کہ زمین کی شکل میں موجود جائداد لڑکوں کو دے دی جائے (۳) اگر میراث کے قانون کے مطابق لڑکیوں اور لڑکوں کو ان کا حصہ دیدیا جائے تو اس صورت میں لڑکیوں کے اس مطالبے کا کیا جواب ہوگا کہ لڑکیوں کی شادی میں زمین بیچ کر جو رقم آپ نے خرچ کی ہے اس میں لڑکوں کو برابر کا حق دیجئے؟

ج: ایک ہے ہبہ اور ایک ہے کفالت، دونوں میں فرق ہے، ہبہ میں باپ کو یہ حکم ہے کہ جب تم اپنی اولاد کے درمیان کوئی چیز تقسیم کرو یا ان کو دو تو مستحب یہ ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی سب کو برابر برابر دو، البتہ ان میں کوئی زیادہ حاجتمند ہو تو اس کی حاجت وضرورت کا خیال رکھتے ہوئے کچھ زیادہ دیا جا سکتا ہے، ورنہ عام حالات میں عدل ومساوات کو قائم رکھنا ہے، کسی کو نقصان اور تکلیف پہونچانے کی غرض سے کمی بیشی صحیح نہیں ہے: "وذهب المجهور الیٰ ان التسویة مستحبة فان فضل بعضا صح وکره وحملوا الامر فی حدیث النعمان علی الندب والنهی عن التنزیة" (اعلاء السنن، کتاب الهبة: ۱۶/۹۷) "وروی المعلی عن ابی یوسف انه لابأس به اذا لم یقصد به الاضرار وان قصد به الاضرار سوی بینهم یعطی الابنة مایعطی للابن وعلیه الفتوی" (الفتاوی الهندیة: ۴/۳۹۱)

جبکہ اولاد کی کفالت باپ کے ذمہ واجب ہے اور لڑکا و لڑکی دونوں کی کفالت میں فرق ہے، عام حالات میں لڑکے کی کفالت اس کے بلوغ تک ہے جبکہ لڑکی کی کفالت نکاح تک ہے، نکاح ہونے تک اس کا نفقہ اور شادی وغیرہ کا سارا انتظام باپ کے ذمہ واجب ہے، باپ حالات اور ضرورت کے لحاظ سے خرچ کر سکتا ہے، ان کی اس بات پر گرفت نہیں کی جا سکتی ہے کہ آپ نے لڑکیوں کی شادی میں جتنی رقم خرچ کی اتنی رقم لڑکوں کو کیوں نہیں دیا اور عدل ومساوات کو قائم کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ یہ نہ تو ہبہ ہے اور نہ ہی لڑکوں کو ضرر ونقصان پہونچانا ہے بلکہ شادی کے اخراجات کی تکمیل ہے جو بہ حیثیت کفیل شرعاً باپ کے ذمہ لازم ہے اور باپ ان اخراجات کی تکمیل کے لئے اپنے مملوکہ اشیاء میں تصرف کا پورا اختیار رکھتا ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں لڑکیوں کی شادی وغیرہ کے انتظامات میں آپ نے جو رقم خرچ کی ہے لڑکوں کا اس کے بقدر رقم یا زمین کا مطالبہ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے: "ونفقة الإناث واجبة علی الاباء مالم یتزوجن اذا لم یکن لها مال" (هندیه: ۱/۵۶۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھــــلــــواری شــــریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 12 مورخہ مورخہ ۱۷رشعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۱/مارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار

کرناٹک ہائی کورٹ کا فیصلہ

حجاب مسئلہ پر کرناٹک ہائی کورٹ کا فیصلہ جو پانچ ریاستوں کے انتخاب کی وجہ سے محفوظ رکھا گیا تھا، آ گیا ہے، یہ فیصلہ خلاف توقع نہیں ہے، بابری مسجد، داڑھی، تین طلاق وغیرہ پر جو فیصلہ پہلے آ چکا تھا اور جس تسلسل سے آیا تھا، اس کی وجہ سے حجاب میں بھی معزز جج صاحبان کا جو رخ ہوگا وہ پہلے سے معلوم تھا، پہلے اسے سنگل بینچ سے سہ نفری بینچ کو منتقل کیا گیا، اس سہ نفری بینچ میں ایک مسلم خاتون جج کو بھی رکھا گیا، تاکہ فیصلہ کو متوازن کہنے کے لیے ان کی رائے کا بھی حوالہ دیا جا سکے، اب مقدمہ سپریم کورٹ میں چلے گا، جو پہلے ہی سے وہاں دائر ہے۔ عدالت عظمیٰ کو آگے کی کاروائی کے لیے کرناٹک ہائی کورٹ کے فیصلے کا انتظار تھا، جواب سامنے آ گیا ہے اس فیصلہ سے ان تمام لوگوں کو مایوسی ہاتھ لگی ہے جو عدالت عالیہ سے بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے، کرناٹک ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کے ساتھ ان تمام عرضیوں کو خارج کر دیا ہے جو اس مسئلہ پر دائر کی گئی تھیں، عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں واضح کر دیا ہے کہ حجاب اسلام کا لازمی حصہ نہیں ہے، اسکول کو یونی فارم کی تعیین کا اختیار ہے اس معاملہ پر اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا اس فیصلہ کے لیے جن کتابوں کے حوالے دیے گیے ان میں کوئی بھی فرسٹ ریفرنس بک اولین حوالہ جاتی کتب میں شامل نہیں ہے، اور نہ ہی قرآن واحادیث کی گہری سمجھ رکھنے والے کی تحریر کردہ ہیں، سارے تحقیقی مقالوں میں فرسٹ ریفرنس بک کو ہی اہمیت دی جاتی ہے اور ثانوی ماخذ اس کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے، لیکن عدالت غیر معتبر ثانوی ماخذ پر اعتماد کر کے فیصلے سنا دیتی ہے، یہ بڑا المیہ ہے۔ مسلم فریق کے وکیل نے قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حجاب کو شرعی حکم کا حصہ قرار دینے کی مثالی کوشش کی، لیکن فاضل جج صاحبان کے نزدیک ایک بھی بات دلیل اور حجت نہ بن سکی۔

عدالت نے حجاب کے فیصلے میں بھی سابقہ تکنیک استعمال کیا کہ اگر داڑھی شریعت کا حصہ ہے تو وکیل صاحب بھی مسلمان ہیں ان کے چہرے پر داڑھی کیوں نہیں ہے، حجاب اگر عورتوں کے لیے شریعت میں ضروری ہے تو اسی (80) فی صد عورتیں حجاب میں کیوں نہیں رہتیں، ہم اپنی کمی کوتاہی، بدعملی اور بے عملی کو انفرادی اور ذاتی عمل کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں، لیکن عدالت ہماری بے عملی کو ہی دلیل کے طور پر استعمال کر لیتی ہے، اگر حالت یہی رہی تو تمام شعائر اسلام دھیرے دھیرے عدلیہ کے فیصلے کی زد میں آ جائیں گے اور ہم کچھ نہیں کر پائیں گے، تین طلاق، بابری مسجد وغیرہ کا فیصلہ ہمارے سامنے ہے۔

ان حالات میں قانونی لڑائی لڑنے کے ساتھ ہمیں اپنے طرز عمل کی بھی اصلاح کرنی ہوگی، شریعت کا قانون ہم اپنے عمل سے نہیں توڑیں گے تو کسی کی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اس پر انگلی اٹھائے، آخر سکھوں کی پگڑی، کڑے، کرپان غیر مسلموں کے جنو، بندی، سندور اور عیسائیوں کے گلے میں لٹکی صلیب کو یونی فارم کے خلاف کیوں نہیں سمجھا جاتا، اس لیے کہ وہ مضبوطی سے اس پر عامل ہیں، اور اپنے مذہبی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کسی حد تک جا سکتے ہیں۔ کاش مسلمان بھی اپنے شعائر پر پورے طور پر عامل ہوتے تو یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔

وقار کی حفاظت

بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار اپنی سنجیدگی، تحمل، برداشت اور بُردباری کے لیے مشہور ہیں، انہوں نے مختلف ذہنیت کے لوگوں کے ساتھ مل کر حکومت بنائی اور اسے کامیابی کے ساتھ عرصہ سے چلا رہے ہیں، انہوں نے انتہائی جونیر تیجسوی یادو کو نائب وزیر اعلیٰ بنا کر بھی کام نکالا اور اب بھاجپا کے ساتھ مل کر بہار کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں، ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ اقتدار کی خواہش ہے یا بہار کی ضرورت۔

ان خصوصیات کے باوجود 14 مارچ 2022 کو وزیر اعلیٰ نے اپنا آپا کھو دیا اور اس بار وہ اسپیکر سے اسمبلی میں بھڑ گئے ایک سوال کے جواب میں متعلقہ وزیر نے جو کچھ کہا اس سے اسپیکر مطمئن نہیں ہوئے، معاملہ انہیں کے اسمبلی حلقہ کا تھا، انہوں نے جواب کے لیے اگلی تاریخ مقرر کر دی، وزیر اعلیٰ اس وقت اسمبلی میں نہیں تھے، لیکن وہ کاروائی دیکھ رہے تھے، انہوں نے اس کا نوٹس لیا اور انتہائی جذباتی ہو کر اسمبلی حاضر ہوئے اور صدر نشیں (اسپیکر) پر برس پڑے، انہوں نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ "سدن اس طرح نہیں چلے گا" انہوں نے اپنا وہ جملہ بھی دہرایا کہ ہم کسی کو پھنساتے نہیں اور کسی کو بچاتے نہیں، یہ جن کا کام ہے وہ کر رہے ہیں، اسپیکر نے بار بار اپنی بات کہنی چاہی اور کہتے رہے کہ "آسن" کی بھی سنیے، لیکن وہ مسلسل بولتے رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسمبلی میں صدر نشیں کی اس قدر بے عزتی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی، اس بات کا احساس وزیر اعلیٰ کو بھی ہوا اور صدر نشیں کو بھی، وزیر اعلیٰ اس واقعہ کے بعد گورنر سے ملے اور صدر نشیں اسمبلی کی کارروائی چلانے کے لیے اگلے دن حاضر نہیں ہوئے، یہ ان کی خفگی کا اظہار تھا، دوسرے دن بھی ہنگامہ کی وجہ سے کاروائی ملتوی کرنی پڑی۔

اس سے قبل ایک بار اور وزیر اعلیٰ بے قابو ہو گیے تھے، موقع تیجسوی یادو کی تقریر پر اظہار خیال کا تھا، اس موقع سے پہلی بار اسمبلی نے وزیر اعلیٰ کو آپا کھوتے دیکھا تھا اور اسمبلی کے ارکان ہی نہیں، میڈیا کے لوگ بھی انگشت بدنداں تھے کہ تیجسوی تو کل کا بچہ ہے، آخر وزیر اعلیٰ کو کیا ہو گیا ہے؟

اسمبلی میں جو کچھ ہوا، بُرا ہوا، مسئلہ شخصی نہیں ہے، شخصیتیں آتی جاتی رہتی ہیں، مسئلہ عہدوں کے وقار کا ہے، دائرے اور حدود کا ہے، یہ دائرے ٹوٹ گیے اور وقار کا لحاظ نہیں کیا گیا تو اسمبلی میں ارکان ہاتھا پائی اور کرسی میز الٹتے رہتے تھے، اب صدر نشیں (اسپیکر) کی بھی کوئی نہیں سنے گا، ایسے میں اسمبلی میں کارروائی چلانا مزید دشوار تر ہو جائے گا جو پہلے بھی کبھی آسان نہیں تھا۔

کانگریس کا زوال

پانچ ریاستوں کے اسمبلی انتخاب کے نتائج نے ثابت کر دیا ہے کہ کانگریس پارٹی تاریخ کا حصہ بن گئی ہے اور بھاجپا کا یہ نعرہ کہ ہم کانگریس مکت بھارت بنائیں گے، کامیاب ہوتا جا رہا ہے، بے اختیار یہ مصرعہ نوک قلم پر آ گیا کہ "پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے"

کانگریس کی اس پستی میں گاندھی خاندان کا بڑا ہاتھ ہے، اندرا گاندھی کے دنیا چھوڑنے کے بعد کانگریس کو مضبوط قیادت نہیں ملی، راجیو گاندھی، اندرا جی کے کفن پر اکثریت کے ساتھ حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے، جس طرح کسی سرکاری ملازم کے انتقال کے بعد ہمدردیؔ) انوکمپا(کی بناء پر ملازمت دیدی جاتی ہے، راجیو گاندھی بھی وزیر اعظم بن گیے، نرسمہا راؤ کے دور میں بابری مسجد کا انہدام ہوا، پارٹی کا مستقبل اسی وقت سے اندھیرے میں جانے لگا، مسجد توڑنے کی نحوست اس پارٹی کو لگ گئی اور اس کی قیادت کرنے والے لال کرشن اڈوانی کی مٹی جس طرح پلید ہوئی وہ جگ ظاہر ہے، لالو پرشاد یادو نے ایک بار اڈوانی جی کو پارلیامنٹ میں کہا تھا کہ آپ کبھی وزیر اعظم نہیں بن سکتے، اس لیے کہ آپ نے مسجد توڑوائی ہے، لالو جی کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

کانگریس کی ڈوبتی کشتی کو پار اتارنے کے لیے سونیا گاندھی نے جدوجہد کی اور راہل گاندھی کو صدر بنانے تک مسلسل لگی رہیں، اب ان کی صحت بھی خراب رہتی ہے، اس کے باوجود انہوں نے من موہن سنگھ کے ذریعہ ہندوستان کا اقتدار سنبھالا اور کامیابی کے ساتھ چلایا، لیکن راہل گاندھی کے دور میں کانگریس سمٹنے لگی اور مسلسل شکست سے دوچار ہونے کے بعد انہوں نے کانگریس کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا، چنانچہ اس ملک گیر پارٹی کو دوسرا صدر آج تک نہیں مل سکا، سونیا گاندھی کے ذریعہ کام چلایا جا رہا ہے۔

سونیا گاندھی نے اپنی بیٹی پرینکا گاندھی کو اتر پردیش میں کانگریس کو مضبوط کرنے کے لیے اتارا، توقع تھی کہ وہ اس کے مردہ جسم میں روح پھونک سکیں گی، لیکن ایسا نہیں ہو سکا، ان کی ساری محنت کے باوجود اتر پردیش میں کانگریس کو منہہ کی کھانی پڑی اور وہ اپنی روایتی سیٹ رائے بریلی کو بھی نہیں بچا پائیں، اب صورت حال یہ ہے کہ کانگریس راجستھان اور چھتیس گڈھ میں حکومت میں ہے، بعض ریاستیں مثلاً مہاراشٹر وغیرہ میں اشتراک کے ساتھ حکومت چلا رہی ہے جس میں اس کی دخل اندازی بھی برائے نام ہی ہے۔

کانگریس کی اس بگڑتی صورت حال کو دیکھ کر بعض قد آور لیڈران نے جن میں غلام نبی آزاد اور کپل سبل جیسے لوگ شامل ہیں، اصلاح کی آواز بلند کی اور جی 23 کے نام سے ایک گروپ بنایا، لیکن یہ لوگ گاندھی خاندان کے نزدیک مطعون اور مشکوک قرار پائے اور ان کی باتوں کو نہیں سنا گیا، شکست کے بعد جو کانگریس کی میٹنگ حال میں ہوئی اس میں بھی ان حضرات نے آواز بلند کی، لیکن صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ ایسے میں زوال کے علاوہ اور کیا مقدر ہوگا۔

دراصل کانگریس عرصۂ دراز سے نہرو گاندھی خاندان کی مرہون منت رہی ہے، جمہوری حکومت میں خاندانی نظام دیرپا نہیں ہوتا، کانگریس کو گاندھی خاندان سے باہر نکلنا ہوگا، داخلی آزادی بحال کرنی ہوگی، لیڈران کے مشورے پر کان دھرنا ہوگا، تبھی اس پارٹی کے تنِ مردہ میں جان ڈالی جا سکے گی، ورنہ کانگریس مکت بھارت بنانے کا بھاجپا کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے گا۔

حیران کن اسمبلی نتائج

ملک کی پانچ ریاستوں اتر پردیش پنجاب، اترا کھنڈ، منی پور اور گوا میں ہوئے اسمبلی انتخابات کے نتائج آ گئے ہیں پنجاب کو چھوڑ کر چار ریاستوں پر بی جے پی نے اپنا قبضہ برقرار رکھا ہے اتر پردیش اور پنجاب کے نتائج نے سب کو حیرت میں ڈال دیا ہے توقع نہیں تھی کہ اتر پردیش میں یوگی حکومت کی واپسی ہوگی، گذشتہ سینتیس سالوں میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اتر پردیش میں ایک پارٹی لگاتار دوسری بار برسر اقتدار آ رہی ہے پنجاب میں کانگریس کی آپسی لڑائی کی وجہ سے اسے ہزیمت کا سامنا ہوا یہ تو یقینی تھا؛ لیکن عام آدمی پارٹی اس طرح جھاڑو پھیر دے گی کہ سارے دگجوں کا صفایا ہو جائے گا اس کی توقع کسی کو نہیں تھی خاص کر اتر پردیش میں بھاجپا کی دوسری مرتبہ انٹری بڑے پیمانے پر ای وی ایم میں ہیرا پھیری کی کرشمہ سازی معلوم پڑتا ہے؛ کیونکہ وہاں کی عوام یوگی سے اس قدر بدظن تھی کہ بعض لوگوں نے اس کے دوبارہ برسر اقتدار ہونے پر ریاست تک کو چھوڑ دینے تک کی بات کہ دی تھی، یوں بھی الیکشن سے پہلے ریاست کا ماحول اور اس کی فضا پوری طرح بدلی ہوئی تھی، آخری الیکشن کے بعد اچانک پانسہ کیسے پلٹ گیا، عام ووٹروں کا یہی تاثر ہے کہ مشین میں بڑے پیمانے پر گڑبڑی کی گئی ہے اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں کہ کاؤنٹنگ سے پہلے وارانسی میں دو گاڑی پر کئی جعلی ای وی ایم پکڑی گئی جس کی پاداش میں وارانسی کے اے ڈی ایم معطل کر دیے گئے، اب تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ ایسی کتنی ہی مشینیں ہوں گی جو نظروں سے اوجھل ہو کر رکھ دی گئی ہوں گی، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ الیکشن شفافیت کے ساتھ نہیں ہوا اور رائے دہندگان کی پسند کے امیدوار منتخب ہو کر نہیں آئے ہیں۔ اب جبکہ ای وی ایم پر عام ووٹروں کا اعتماد نہیں ہے تو پھر اس کے ذریعہ ووٹنگ کروانا عقل سے پرے معلوم پڑتا ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

خورشید انوار عارفی - میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

ڈاکٹر عثمان غنی امارت کمپیوٹر انسٹی چیوٹ ہارون نگر پٹنہ کے صدر، اردو اور انگریزی کے معروف صحافی، اکابر امارت شرعیہ کے معتمد، مومن کانفرنس کے سابق صدر، اردو انگریزی میں نصف درجن سے زائد کتابوں کے مصنف، جناب خورشید انوار عارفی، ساکن اے 104، حسین ایلگنٹ پرل اپارٹمنٹ، منہاج نگر پھلواری شریف پٹنہ کا 23 فروری 2022 کو رات دیر گئے ہندوستانی وقت کے مطابق سوا بارہ بجے لندن میں انتقال ہو گیا، وہ بغرض علاج چند ماہ قبل اپنے بیٹوں کے پاس لندن گئے تھے، موت نے وہیں آلیا اور 23 فروری کو بعد نماز ظہر وہیں کی مٹی میں سپرد خاک ہوئے، پس ماندگان میں اہلیہ قدرت النساء، دو صاحب زادے ضیا عارفی، عمران عارفی مقیم لندن، دو صاحب زادیاں فرح عارفی مقیم کولکاتہ، حنا عارفی مقیم آسٹن امریکہ ہیں۔

خورشید انوار عارفی بن انوار علی بن شیخ مظہر علی کی ولادت 20 جنوری 1934 کو کوئیلور شاہ آباد میں ہوئی، یہ شاہ آباد اب آرہ ہو گیا ہے، خورشید انوار عارفی کے تین جز میں سے ایک ان کے والد انوار اور دوسرا عارفی ان خاندان سے منسوب ہے، جس سے ان کا تعلق تھا، کہا جاتا ہے کہ ان کے خاندان کا تعلق حضرت مومن عارف کی نسل سے ہے جو 576ھ میں نقل مکانی کر کے یمن سے ہندوستان آئے تھے، اور منیر شریف میں قیام کیا تھا، جہاں ان کا مزار ہے۔ اس طرح جو لوگ خورشید انور عارفی بغیر الف کے لکھتے اور بولتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، خورشید انوار عارفی کے دو بھائی اور ہیں، جن میں سے ایک کا نام ہارون انوار عارفی اور چھوٹے کا نہال انوار عارفی ہے، چار بہنیں رابعہ خاتون، حمیرہ خاتون، سعیدہ خاتون اور نفیسہ خاتون ہیں، جن میں سے حمیرہ دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں، بقیہ حی القائم ہیں۔ خورشید انوار عارفی بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ عارفی کی تعلیم و تربیت ان کے والد کے زیر سایہ ہوئی، انہوں نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز، 1957 میں پٹنہ کے اخبارات میں کالم نگاری سے کیا، 1963 میں ہفت روزہ اخبار صدائے ہند نکالنا شروع کیا، جس کا دفتر شاد مارکیٹ پٹنہ میں تھا، وہ مومن کانفرنس کے ترجمان پندرہ روزہ المؤمن کے مدیر بھی رہے، ہفتہ روزہ عوام دہلی، نئی دنیا دہلی میں بھی ان کے مضامین کثرت سے شائع ہوا کرتے تھے، پاکستان کے روزنامہ مشرق لاہور میں برسوں وہ ''مکتوب بھارت'' کے نام سے کالم لکھتے رہے، انہوں نے لندن سے شائع ہونے والے جریدہ ''مساوات'' کے دہلی نامہ نگار کی حیثیت سے بھی کام کیا، 1980 میں انہوں نے دہلی سے پندرہ روزہ باتصویر نیوز میگزین ''معاملات'' کے نام سے نکالا اور اس کی ادارت کی ذمہ داری خود سنبھالی۔

خورشید انوار عارفی ملی کاموں میں انتہائی پیش پیش رہا کرتے تھے، امارت شرعیہ، جمعیت علماء، جماعت اسلامی، آل انڈیا ملی کونسل، مسلم مجلس مشاورت سبھی سے ان کے تعلقات اور مراسم تھے، وہ ستر کی دہائی میں آل انڈیا اردو ایڈیٹرس کانفرنس سے بھی وابستہ رہے، حسب ضرورت و موقع ان جماعتوں، جمعیتوں، اداروں اور تنظیموں کے پروگرام میں شرکت کے لیے وہ وقت نکالا کرتے تھے، اپنی مرنجاں مرنج طبیعت، خوش اخلاقی، وضع داری اور صاف صاف بات کہہ گذرنے اور بغیر کسی مفاد کے ان تنظیموں کے لیے وقت نکالنے کی وجہ سے وہ سب کے یہاں مقبول تھے اور ان کی آرا کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، عارفی صاحب کی اردو اور انگریزی بہت مضبوط تھی، ان دونوں زبانوں میں لکھنے، پڑھنے اور بولنے پر قدرت رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا، ان کی چار کتابیں اردو اور اتنی ہی کتابیں انگریزی میں مطبوعہ ہیں، اردو میں ان کی کتاب سفر وسیلہ ظفر، میرے شب و روز، ہندوستان انتشار کے بھنور میں، مؤمن تحریک اور انصاری برادری کے نام سے مطبوعہ شکل میں موجود ہے، ہندوستان انتشار کے بھنور میں ان کی انگریزی کتاب (India Nation in Turmoil) کا اردو ترجمہ ہے، جسے مشہور افسانہ نگار محترمہ ذکیہ مشہدی نے کیا ہے، جبکہ مومن تحریک اور انصاری برادری کا انگریزی ترجمہ مومن موومنٹ اینڈ انصاری کمیونٹی (Momin Movement and Ansari Community) کے نام سے موجود ہے، انکی انگریزی میں ایک کتاب ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا پر ہے اور ایک کتاب گجرات فساد کے حوالہ سے (Gujrat Blot on the Nation) کے عنوان سے ہے، جو اصلا اس مواد پر مشتمل ہے جو امارت شرعیہ کی خدمات کے بارے میں گجرات فساد پر مفتی نسیم احمد قاسمی مرحوم نے تیار کیا تھا، اور جو مطبوعہ شکل میں موجود ہے، یاد آتا ہے کہ اکابر امارت کی بھی رائے تھی کہ یہ رپورٹ دوسری زبانوں میں بھی شائع ہو چنانچہ عارفی صاحب نے اس رپورٹ کی روشنی میں مستقل ایک کتاب تیار کر دی، جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ خورشید انوار عارفی سے ہماری دیرینہ شناشائی تھی، امارت شرعیہ آنے کے قبل ہی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے میرا تعارف ان سے کرایا تھا، آل انڈیا ملی کونسل اور امارت شرعیہ کے پروگراموں میں ہم لوگ ایک ساتھ رہے، ان کی محنت اور شفقت مجھے ملتی رہی، میرے کالم جواب ہندوستان بھر کے اخباروں میں چھپنے لگے ہیں، اسے وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور فون پر حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔

عارفی صاحب اب ہمارے درمیان نہیں ہیں، اللہ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگذر کرے، اب تو دعاء مغفرت ہی ان کے لیے بہترین اور مفید ہے، اسی کا اہتمام ہم سب کو کرنا چاہیے۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

ہم عصر شعری جہات

بدر محمدی کے قلمی نام سے مشہور ڈاکٹر بدر الزماں (ولادت 2 نومبر 1983) بن مرحوم ریاض علی ساکن چاند پور فتح ڈاک خانہ بریار پور ضلع ویشالی کا نام علمی، ادبی و تنقیدی دنیا میں مشہور و معروف ہے، اکیسویں صدی کی دو دہائی کے درمیان ادب، شاعری اور تنقید و تبصرہ کے حوالہ سے جو چند نام ہمارے درمیان ابھرے اور دیکھتے دیکھتے بساط علم و فن پر چھا گیے ان میں ایک نام بدر محمدی کا ہے، ان کی غزلیات کا مجموعہ بنت فنون کا رشتہ 2011، تبصروں پر مشتمل امعان نظر 2015، غزلیات کا دوسرا مجموعہ خوشبو کے حوالے 2017 اور تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہم عصر شعری جہات 2021 میں اشاعت پذیر ہوئے اور پذیرائی کی منزل طے کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے، 2012 میں بہار اردو اکیڈمی اور 2018 میں اتر پردیش اکیڈمی نے انہیں ایوارڈ دے کر ان کی ادبی خدمات کا اعتراف کیا۔

'' ہم عصر شعری جہات '' ان کی تازہ ترین تصنیف ہے، جو ان کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے اور جس کا اجراء ملک کی ریاستوں کے کئی مرکزی شہروں میں ہو چکا ہے، مختلف شہروں میں اجراء کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف کو قارئین کی کمی کا شکوہ نہیں ہوتا، اور کتاب اہل علم تک پہونچ جاتی ہے، صورت حال اس قدر نا گفتہ بہہ ہے کہ مطبوعہ اردو کتابوں کو مستحقین تک پہونچا دینا یہ بھی بڑا کام لگتا ہے، قیمت بھی وصول ہو جائے تو نور علی نور۔

ہم عصر شعری جہات کا انتساب مصنف نے ان بہی خواہوں کے نام کیا ہے جنھوں نے تنقید نگاری کی طرف بدر محمدی کو راغب کیا، دو سو سولہ (216) صفحات پر مشتمل اس مجموعہ میں چوبیس مضامین ہیں، جن میں سعید رحمانی کی حمدیہ سحر کاری، فرحت حسین خوش دل کی دعائیہ نظمیں نویدی کی نثری نعتوں پر ایک نظر، طالب القادری کی نعتیہ شاعری، ناوک حمزہ پوری کی نظمیہ رباعیات، حافظ کرناٹکی کی قطعات نگاری، روٹی جیسا چاند کا دوہا نگار، ف۔س اعجاز کی چند پابند نظمیں، عطا عابدی کی "زندگی زندگی اور زندگی، اندھیرے میں نور کی نظمیں، ظہیر صدیقی کا شاعرانہ اختصاص، شگفتہ سہسرامی کی شعری شگفتگی، حمید ویشالوی بحیثیت استاذ شاعر، صبا نقوی کی شعری جمالیات، ضیاء عظیم آبادی کی شاعرانہ ضیا پاشی، اوج ثریا کے شاعر کی زمینی وابستگی، علیم الدین علیم کی غزلوں کا رنگ و آہنگ، سائے بول کے اور اظہر نیر، لفظ لفظ آئینہ اور اس کی تصویریں، تیکھے لہجے کا شاعر: ظفر صدیقی، اشرف یعقوبی کا شعری آہنگ، منظور عادل کا سرمایہ سخن، مینو بخشی کی اردو شاعری کرب نارسائی کی شاعرہ شہناز شازی کی شاعری اور کتابوں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور شعر و ادب میں شاعر و شاعرات اور ان کی کتابوں کے رنگ و آہنگ اور مقام و مرتبہ کے تعین کی کامیاب کوشش کی ہے، ہمارے یہاں عموما تنقید نگار شاعر کی فکری جہتوں پر تو کلام کرتے ہیں، جو نسبتاً آسان کام ہے، لیکن فنی جہتوں پر گفتگو یا تو کم ہوتی ہے یا بالکل نہیں ہوتی ہے۔ بدر محمدی کی تنقیدوں میں بھی فنی جہتوں پر گفتگو کی کمی کھٹکتی ہے۔ بدر محمدی خود شاعر ہیں، ان کا مطالعہ وسیع ہے اس لیے وہ فنی جہتوں پر بھر پور گفتگو کی اہلیت رکھتے ہیں، لیکن بیش تر مضامین میں یہ ان چُھوا رہ گیا ہے، حالاں کہ انہوں نے خود اپنی اس تنقید کو جمالیاتی تنقید قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ "جس میں فنی حسن کو معیار قرار دیا جاتا ہے"۔

کتاب کا آغاز جہت اول سے ہوتا ہے جس میں بدر محمدی نے اپنی تنقیدی نگارشات کے اختصاص، تنقید و تخلیق کے باہمی رشتے اور شاعری کے حوالہ سے اچھی گفتگو کی ہے اس سے وسعت مطالعہ اور اس میں گہرائی اور گیرائی کا پتہ چلتا ہے، ڈاکٹر اسلم حنیف، ڈاکٹر حقانی القاسمی، ڈاکٹر آفتاب عالم صدیقی نے علی الترتیب امتزاج پسند ناقد، بدر محمدی، نقد شعر اور بدر محمدی، مشکل راہوں کا مسافر۔ بدر محمدی کے عنوان سے مصنف کی تنقیدی بصیرت، ان کے تنقیدی طریقہ کار اور ان کی تجزیاتی صلاحیتوں کے دروبست پر روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر اسلم حنیف گنور بدایوں لکھتے ہیں کہ "بدر محمدی کے یہاں شعری جمالیات کی تفہیم و انشراح کا توضیحی انداز غالب نظر آتا ہے، اور وہ فن پاروں میں مضمر مختلف پہلوؤں کی گرفت کے ہنر سے آگاہ ہیں۔ (صفحہ 14) حقانی القاسمی نے لکھا ہے کہ "انہوں نے تحسین شعر یا تفہیم شعر میں مثبت اور صحت مند رویہ اختیار کیا ہے اس سے ایک ایسا معاصر شعری منظر نامہ ترتیب پاتا ہے جو ہماری تنقید کو ایک نیا آئینہ دکھاتا ہے۔ (صفحہ 25) ڈاکٹر آفتاب عالم صدیقی کی رائے ہے کہ ''بدر محمدی تنقیدی زبان کے استعمال پر دسترس رکھتے ہیں، اور اپنی بات سلیقے سے کہنے کا ہنر جانتے ہیں۔ (صفحہ 31) شفیع مشہدی نے لکھا ہے کہ بدر محمدی کے مضامین میں معروضیت بھی ہے اور دیانت بھی، اور پروفیسر نجم الہدیٰ سابق صدر شعبہ اردو بہار یونیورسیٹی مظفر پور نے لکھا ہے کہ بدر محمدی صرف لفظوں کے دروبست سے کام نہیں لیتے، فکر انگیزی اور قدر شناشی کی زیریں لہر ہر جگہ صاف نظر آتی ہے۔''

یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے مالی تعاون سے چھپی ہے، اس لیے اس کی قیمت صرف ایک سو اڑتیس روپے ہے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی معیاری طباعت اور عمدہ مارکیٹنگ کے لیے مشہور ہے، یہ کتاب ہر اعتبار سے عمدہ چھپی ہے، کاغذ طباعت، سیٹنگ، پروف ریڈنگ اور جلد سازی سبھی کچھ معیاری ہے، بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ 4 سے یہ کتاب مل سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت یوسفؑ کی خریدار ایک بوڑھیا بھی......

حضرت یوسفؑ کی خریداری کے لئے ایک بوڑھی عورت ''دھاگے کی اٹی'' لے کر چل پڑی، کسی نے پوچھا کہ اماں تم کہاں جارہی ہو؟ کہنے لگی، یوسفؑ کو خریدنے جارہی ہوں، اس نے کہا، اماں! ان کو خریدنے کے لئے بڑے بڑے امیر آئے ہوئے ہیں، وقت کے بڑے بڑے نواب آئے ہوئے ہیں، امراء آئے ہوئے ہیں، تو یوسفؑ کو کیسے خرید سکے گی، کہنے لگی کہ میرا دل بھی جانتا ہے، کہ یوسفؑ کو میں خرید نہیں سکوں گی، لیکن میرے دل میں ایک بات ہے وہ کہنے لگا کونسی بات ہے؟ کہنے لگی کل قیامت کے دن جب اللہ رب العزت کہیں گے کہ میرے یوسفؑ کو خریدنے والے کہاں ہیں تو میں بھی یوسفؑ کے خریداروں میں شامل ہوسکوں گی، اسی طرح یادرکھئے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمارے سلف صالحین اپنی زندگی کی اتنی اتنی عبادتیں پیش کریں گے تو ہم زندگی کا تھوڑا قیمتی وقت ہی پیش کردیں کہ یا اللہ اور کچھ نہ کر سکے، البتہ رات کی تنہائی میں چند گھڑی ذکر کرلیا کرتا تھا اور چند لمحے آپ کے ولی کی صحبت میں بیٹھ جاتا تھا۔

فراقِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں تنا بھی سسکنے لگا

کھجور کے ایک تنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد نبوی بنائی تو اس میں منبر نہیں تھا، مسجد کے اندر کھجور کا ایک تنا تھا، اسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے، کچھ عرصہ کے بعد ایک صحابی تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اجازت دیں تو ایک منبر بنادیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی، چنانچہ ایک منبر بنادیا گیا، اگلی دفعہ جب خطبہ دینے کا وقت آیا تو آپ منبر پر کھڑے ہوگئے اور خطبہ دینا شروع کردیا، تھوڑی دیر کے بعد کھجور کے اس تنے میں سے اس طرح رونے کی آواز آنے لگی، جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہے، سب لوگوں نے حیران ہوکر اس تنے کو دیکھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور کھجور کے تنے کے قریب گئے، اس کے اوپر دست شفقت رکھا اور اس کو دلاسہ دلایا، حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گلے سے لگایا تب وہ تنا اس طرح سسکیاں لیتے ہوئے چپ ہوا جیسے کوئی بچہ اپنے ماں کے سینے سے لگ کر چپ ہوتا ہے، کھجور کے تنے کو اتنی محبت تھی، اے کاش! ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھجور کے تنے جیسی محبت نصیب ہوجاتی۔ (خطبات ذوالفقار، ص:۱۰۵/۲)

بشر حافیؒ کو ادب سے کیا مقام ملا...

بشر حافیؒ کا مشہور واقعہ ہے ''حافی'' وہ کہیں جارہے تھے، ایک کاغذ پر اللہ کا نام دیکھا دل میں خیال آیا اللہ کا نام کاغذ پر لکھا زمین پر پڑا ہے؟ تو اسی وقت اللہ کا نام اٹھایا اور اونچی جگہ پر رکھ دیا اسی وقت اللہ نے الہام فرمایا: اے میرے پیارے تونے میرے نام کو اپنے پاؤں سے اٹھاکے سر تک پہونچایا، میں تمہارے نام کو فرش سے اٹھاکر عرش تک پہونچاؤں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فقط اپنے نام کے ادب کی وجہ سے اپنی محبت عطا فرمادی، جب محبوب سے محبت ہوتی ہے تو اس کا نام بھی پیارا لگتا ہے اور اس کا کام بھی پیارا لگتا ہے، اس کی یاد میں بیٹھنے کو دل کرتا ہے یہ سب چیزیں اس کی محبت کے اثرات ہیں ''ان المحب لما یحب مطیع'' محبوب کی ملاقات سے دل نہیں بھرتا، چاہے جتنی مرتبہ ہو۔ (تمنائے دل، ص:۴۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی کے ادب کی انتہا

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا احادیث لکھ رہا تھا قلم نہیں چل رہا تھا تو میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس قلم کو درست کیا تو سیاہی لگ گئی، اسی حال میں مجھے تقاضا محسوس ہوا بیت الخلاء جانے کا، جب میں وہاں بیٹھنے لگا تو بیٹھتے ہی میری نظر انگوٹھے پر پڑی تو میں نے سیاہی دیکھی تو دل میں خیال آیا کہ اگر تقاضے سے فارغ ہوا تو ہاتھ دھوئیں گے اور پانی کی وجہ سے یہ سیاہی جو میں لکھنے میں استعمال کرتا ہوں اس گندے پانی میں شامل ہوگی جو ادب کے خلاف ہے، میں نے تقاضا کو دبایا اور بیت الخلاء سے باہر آیا اور آکر میں نے سیاہی کو صاف جگہ پر دھویا جیسے ہی دھویا اسی وقت الہام ہوا کہ احمد سرہندی! ہم نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کردیا ہے، تو علم بھی ہو اور ادب بھی ہو پھر نور علی نور ہوا کرتا ہے۔ (خطبات ذوالفقار، ص:۱۱۲/۵)

رمضان کے ادب پر ایمان وجنت نصیب

''نزہۃ المجالس'' کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مجوسی تھا، یہ وہ وقت تھا جب مسلمان غالب تھے، مگر کفار ان کے درمیان رہتے تھے، ایک مرتبہ مجوسی کے بیٹے نے رمضان المبارک کے دنوں میں کھانا کھایا، جب اس نے کھلے عام کھانا کھایا تو اس مجوسی کو بہت غصہ آیا، اس نے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کیا کہ تجھے حیا نہیں آتی کہ یہ مسلمانوں کا مقدس مہینہ ہے وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور تو دن میں اس طرح کھلے عام کھا رہا ہے، بات آئی گئی، ہوگئی، اس مجوسی کے پڑوس میں ایک بزرگ رہتے تھے، جب اس مجوسی کا انتقال ہوگیا، تو اس بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجوسی جنت کی بہاروں میں ہے، وہ بڑے حیران ہوئے، اس سے پوچھنے لگے کہ آپ تو مجوسی تھے اور میں آپ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں، وہ جواب میں کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میرے بیٹے نے رمضان المبارک میں کھلے عام کھانا کھایا تھا اور میں نے رمضان المبارک کے ادب کی وجہ سے اس کو ڈانٹا تھا، اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ موت کے وقت مجھے کلمہ نصیب فرمادیا، اس طرح مجھے اسلام پر موت آئی اور اب میں جنت کے مزے لے رہا ہوں۔ (خطبات ذوالفقار، ص:۲۶۹/۹)

ہر غم مجھے منظور...

حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دھوبن نے توحید سکھائی، کسی نے پوچھا حضرت وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے ہمسایہ میں ایک دھوبی رہتا تھا، میں ایک مرتبہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا گرمی کی رات میں قرآن پاک کی تلاوت کررہا تھا، ہمسایہ سے میں نے ذرا اونچا اونچا بولنے کی آواز سنی پوچھا، بھائی خیریت تو ہے کیوں اونچا بول رہے ہو؟ جب غور سے سنا تو مجھے پتہ چلا کہ بیوی اپنے میاں سے جھگڑ رہی تھی وہ اپنے خاوند کو کہہ رہی تھی کہ دیکھ تیری خاطر میں نے تکلیفیں برداشت کیں، فاقے کاٹے، سادہ لباس پہنا، مشقتیں اٹھائیں، ہر دکھ سکھ تیری خاطر میں نے برداشت کیا اور میں تیری خاطر ہر دکھ برداشت کرنے کے لئے اب بھی تیار ہوں، لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا کسی اور اسے نکاح کرلے تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہوسکتا، مگر تیرے ساتھ کبھی میں نہیں رہ سکتی، فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں نے قرآن پر نظر ڈالی تو قرآن مجید کی آیت سامنے آئی: ''اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بندے جو بھی گناہ لے کر آئے گا، میں چاہوں گا، سب معاف کروں گا، لیکن میری محبت میں کسی کو شریک بنائے گا تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہوسکتا'' (تمنائے دل، ص:۳۸)

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

ایک مرتبہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ وضو کرکے گھر سے نکلے، راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا، شبلی! ایسا گستاخانہ وضو کرکے تو میرے گھر کی طرف جارہا ہے، وہ سہم گئے اور پیچھے ہٹنے لگے، جب وہ پیچھے ہٹنے لگے تو وہ دوبارہ الہام ہوا، شبلی! تو میرا گھر چھوڑ کر کہاں جائے گا؟ وہ پھر ڈر گئے اور زور سے ''اللہ'' کی ضرب لگائی، جب اللہ کا لفظ کہا تو الہام ہوا، شبلی! تو ہمیں اپنا جوش دکھاتا ہے، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ سنکر دبک کر بیٹھ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد الہام ہوا، شبلی! تو ہمیں اپنا صبر دکھاتا ہے بالآخر کہنے لگے، اے اللہ! میں تیرے ہی سامنے فریاد کرتا ہوں، اصل میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کے ساتھ ذرا محبت کی باتیں کرنا چاہتے تھے۔ (خطبات، ص:۱۲۸/۷)

تیرے عشق کی انتہاء چاہتا ہوں
میری سادگی تو دیکھ کیا چاہتا ہوں

درسی دیانت کی انتہا تو دیکھئے

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ایک مرتبہ درس حدیث دے رہے تھے، دورانِ درس ایک جگہ ایسا اشکال پیدا ہوا کہ اس کا حل سمجھ میں نہیں آتا تھا، کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو وہ ویسے ہی گول کرجاتا، پتہ بھی نہ چلنے دیتا کہ یہ بھی کوئی حل طلب نکتہ ہے یا نہیں، طلبہ کو کیا پتہ، وہ تو پڑھ رہے ہوتے ہیں، یہ تو استاد کا کام ہے کہ بتائے یا نہ بتائے، مگر وہ حضرات امین تھے، یہ علمی خیانت ہوتی ہے کہ استاد کے ذہن میں خود اشکال وارد ہو، جواب بھی سمجھ میں نہ آئے اور طلبہ کو بتایا بھی نہ جائے، ان حضرات سے تو وہ خیانت ہوتی نہیں تھی، چنانچہ آپ نے طلبہ کو برملا بتایا کہ اس مقام پر یہ اشکال وارد ہورہا ہے، مگر اس کا حل سمجھ میں نہیں آرہا، کافی دیر تک طلبہ بھی خاموش رہے اور حضرت بھی خاموش رہے، آپ بار بار اس کو پڑھ رہے ہیں، کبھی صفحہ الٹ رہے ہیں اور کبھی اس کا حاشیہ دیکھ رہے ہیں، مگر اس کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آرہا، حتی کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے بات سمجھ میں نہیں آرہی، چلیں میں فلاں مولانا سے پوچھ لیتا ہوں، یہ وہ مولانا تھے جو حضرت سے ہی دورۂ حدیث پڑھ کر چکے تھے، وہ حضرت کے شاگرد تھے، اپنے شاگردوں کے سامنے ان کا نام لیا کہ میں ذرا ان سے پوچھ لیتا ہوں، چنانچہ آپ اٹھنے لگے، اتنے میں ایک طالب علم بھاگ کر گیا اور اس نے جاکر مولانا کو بتادیا کہ حضرت آپ کے پاس اس مقصد کے لئے آرہے ہیں، مولانا اپنی کتاب بند کرکے فوراً حضرت کے پاس پہونچے حاضر ہوکر عرض کیا، حضرت! آپ نے یاد فرمایا ہے، فرمایا: ہاں مولانا! یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آرہی، دیکھو کہ اس کا حل کیا ہے؟ انہوں نے پڑھا اور سمجھ تو گئے، مگر بات یوں کی، حضرت! جب میں آپ کے پاس پڑھتا تھا تو آپ نے ہمیں یہ سبق پڑھاتے ہوئے اس مقام کو اس وقت یوں حل فرمایا تھا اور آگے اس کا جواب دیدیا، اب دیکھیں کہ اپنی طرف منسوب نہیں کیا کہ جی میرا تو علم اتنا ہے کہ اب استاد بھی مجھ سے پوچھنے آتے ہیں، نہیں نہیں وہ صحبت یافتہ تھے، تربیت یافتہ تھے، اس کو کہتے ہیں تصوف اور یہ احسان۔

چٹانیں چور ہوجائیں اگر ہو عزم سفر پیدا

محمد بن قاسم کیا عمر تھی ۱۷/سال، آج سترہ سال کے بچے کو گھر کا سربراہ بنادیں تو وہ گھر کو ٹھیک طرح سے چلا نہیں سکتا اور وہ سترہ سال کا بچہ کمانڈر انچیف بنا ہوا ہے اور فوج کو لے کر جارہا ہے کہاں؟ جہاں راجہ داہر کی منظم حکومت تھی، اس نوجوان کے ساتھ کوئی تربیت یافتہ فوج نہیں تھی، یہ بھی ایک حقیقت ہے بلکہ حجاج بن یوسف نے اسے بلاکر کہدیا کہ میری فوج مختلف محاذوں پر مصروف کار ہے، مگر مجھے یہ بات پہونچائی گئی ہے کہ ہماری کچھ عورتیں آرہی تھیں راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا ایک لڑکی نے کہا... مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ، چنانچہ محمد بن قاسم Cornernee lings کے نوجوان کو اکٹھا کیا، یہ پروفیشنل فوجی نہیں تھے، یہ ایمان وجذبہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے، وہ نوجوان اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں، کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم کے ذہن میں یہ بات اتنی سمائی ہوئی تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے چونک اٹھتا تھا اور کہتا تھا ''لبیک یا اختی'' میری بہن میں حاضر ہوں، بہن میں حاضر ہوں، یہ چند نوجوانوں کی جماعت وہاں پہونچی اور راجہ داہر کی لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج کے چھکے چھڑا دیئے، پھر یہی نہیں کہ اس کو کنٹرول کرلیا بلکہ اس کو کنٹرول کرکے اپنی سیکنڈ لائن کے ہاتھ میں اس کی کمان دیدی، خود آگے مارچ کرلیا، خود کنٹرول کرنا کچھ اور چیز ہوتی ہے مگر اتنا خود اعتماد ہونا کہ اس کو سیکنڈ لائن کے حوالہ کردیا اور پھر آگے چلتے چلتے سندھ سے لے کر ملتان تک اسلام کا پھریرا لہرتا رہا، اگر ہمارے نوجوانوں کے اندر یہ شوق ترقی کرجائے تو دنیا کی کوئی طاقت ہم کو آنکھ نہیں دکھا سکتی۔

Scanned with CamScanner

اسلامی تربیت کی جامعیت اور خصوصیات

مولانا سید واضح رشید ندویؒ

مغربی ماہرین تعلیم کی نظر میں انسان صرف جسم اور عقل کے مجموعہ کا نام ہے، اس وجہ سے مغربی نظام تعلیم میں انسان کی خواہشات پر زور دیا جاتا ہے اور انسان کو ایسے طریقے اور وسائل کی تعلیم دی جاتی ہے جن سے وہ اپنے دنیاوی مقاصد اور جنسی خواہشات کی تکمیل آزادی کے ساتھ انجام دے سکے،، انسان کے تیئں اس تصور پر مغرب کے تمام اصحاب فکر متفق ہیں، خواہ وہ نظریہ ارتقا کے قائل ہوں، یا آزادیٔ فرد کے یا وہ اجتماعی مصلحت کے داعی ہوں، ان سب کے نزدیک انسان اپنی خواہشات کی تکمیل میں حیوان کی طرح بالکل آزاد ہے، اس اعتبار سے دونوں میں عقل وشعور کے سوا کوئی فرق نہیں ہے۔

اس مغربی نظریہ تعلیم کی بنیاد پر ماہرین تعلیم وتربیت کی تمام تر توجہات حصول معاش اور معیار زندگی کو بلند اور مستحکم کرنے کے لیے مواقع اور وسائل کی فراہمی پر مرکوز ہوگئیں، تاکہ انسان عیش وآرام کے وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھاسکے، نفسانی خواہشات کی تکمیل کر سکے، عیاشی اور لذت کوشی کی زندگی گزار سکے، عزت وجاہ اور غلبہ واقتدار تک پہنچ جائے اور عقل کا کام یہ طے کیا گیا کہ وہ صرف جسم کے مطالبات کو پورا کرنے اور وسائل کی فراہمی میں مدد کرے۔

مغربی نظام تعلیم وتربیت

لہٰذا نظام تعلیم وتربیت بنانے والوں کے پیش نظر صرف یہ رہا کہ انسان کے جسمانی تقاضوں اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کیسے ہوگی؟ اور اس کے کیا کیا طریقے ہوسکتے ہیں؟ اس سلسلہ میں ان کی مثال اس تاجر کی ہے جو صرف گاہک کی خواہشات اور ڈیمانڈ پر توجہ کرتا ہے، اس کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ اس کی خواہشات کیسی ہیں، اس غلط نظریہ تعلیم کا، جس میں انفرادی یا اجتماعی استحصال کا مزاج غالب ہے، موجودہ زندگی پر بہت برا اثر پڑا اور تعلیم حیوانی فطرت اور جنسی خواہشات کو فروغ دینے کا ذریعہ بن گئی، اس لیے کہ مادی نظام حیات، جو اس وقت پوری دنیا پر حاوی ہے، انسان کے لیے اپنے مقرر کردہ تقاضوں: غذاء کپڑا اور جنسی آسودگی ہی کے اردگرد گھومتا ہے، رہے دوسرے امور تو وہ یا تو ثانوی درجہ کے ہیں یا اس وقت تک قابل قبول سمجھے جاتے ہیں جب تک کہ مادیت کے مقرر کردہ مذکورہ بالا تقاضوں سے متصادم نہ ہوں۔

اسلام کا متوازن نظام ترتیب

اسلام آزادی کا مذہب ہے، اس میں عقیدہ کی بھی آزادی ہے اور زندگی کی بھی، اس طور سے کہ زندگی کی آزادی انسان کی عام عزت وشرافت سے متصادم نہیں ہوتی جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ انسان کی صحیح تربیت کی جائے فکر انسانی کی صحیح خطوط پر تشکیل کی جائے اور انسان کے اندر اپنے مقام ومرتبہ اور شرافت وکرامت کا شعور اور اپنے خالق ومالک رب العالمین کے سامنے جواب دہ ہونے کا احساس جاگزیں کیا جائے۔

اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی نظام تربیت میں اول دن سے عقیدہ کی درستگی پر بنیادی اور ترجیحی طور پر زور دیا جاتا ہے اس تربیت کا آغاز بچے کی ولادت کے وقت ہی سے ہوجاتا ہے کہ دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے اس کے کانوں میں کلمہ توحید کی آواز پہنچتی ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی او رمعبود نہیں اور وہی خالق وپالنہار ہے، اس کے بعد ماں کی گود میں بچہ کی تربیت ہوتی ہے اور اسلام پوری راہ نمائی کرتا ہے، اس کے بعد گھر کے باہر کا ماحول شروع ہوتا ہے او راسلام اس مرحلہ میں بھی پوری راہ نمائی کرتا ہے او رکچھ پابندیاں اور بندشیں لگائی جاتی ہیں اس طور پر کہ اس کی فطری سرگرمیوں اور طبعی میلانات کو مقید نہیں کیا جاتا اور اسلام اس مرحلہ میں بچہ کو ہر قسم کے شیطانی وسوسہ اور شر سے بچاتا ہے اور اس کے میلانات اور فطری تقاضوں میں تناسب اور توازن پیدا کرتا ہے، تاکہ فطری میلانات اس کی روحانی صلاحیتوں پر حاوی نہ ہوں: "وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا، فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا، قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا، وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا" (اور قسم ہے انسان کی جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست بنایا، پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری دونوں باتوں کو اس کو القاء کیا، یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس جان کو پاک کرلیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو فجور میں دبا دیا)۔

ارشاد ربانی ہے: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ، ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ" (سورہ التین) ہم نے انسان کو بہت خوب صورت سانچے میں ڈھالا ہے، پھر ہم اسے پستیوں سے بھی زیادہ پست کردیتے ہیں البتہ جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے تو ان کے لیے اجر غیر منقطع ہے۔

اسلامی تربیت کی جامعیت اور خصوصیات

اسلامی تربیت ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھتی ہے کہ انسانی سرگرمی کا کوئی پہلو مغلوب نہ ہونے پائے اور جسم، عقل اور روح کے درمیان توازن برقرار رہے، انسان کو دوسرے کے لیے آئیڈیل بناتی ہے، اور کائنات میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کی ترغیب دلاتی ہے، اس اعتبار سے اسلامی تربیت انسان کے جسمانی، عقلی، شعوری، ذوقی اور روحانی تمام پہلوؤں کو محیط ہے اور اسلامی تربیت انسان کو متوجہ کرتی ہے کہ اس کی تمام سرگرمیاں ایک اعلیٰ مقصد پر مرکوز ہوں اور وہ دنیا وآخرت میں اللہ کی خوش نودی اور رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔

اسلام ایسے فرد اور سماج کی تشکیل کرتا ہے جس میں صرف خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش ہو اور پھر اس کے ذریعے سے اس میں اجتماعی زندگی کی خوبیاں: باہمی تعاون، یکجہتی، رواداری، ہم دردی، اخوت و بھائی چارہ اور الفت ومحبت کی جلوہ گری ہو، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان کی ذاتی صلاحیتیں اور شخصی خصوصیات مجروح نہ ہوں۔

تربیت اسلامی انسان کو فضائل ومحاسن کی تلقین کرتی ہے اور تمام انسانوں کو فلاح انسانی کی دعوت دیتی ہے: (اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں، اے مومنو! بدگمانی سے احتراز کرو، کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا خوف رکھو، لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا ہے اور سب سے خبردار ہے۔(سورہ حجرات: 11-13)

اسلامی تربیت چیزوں کے درمیان توازن، تناسب، عدل اور توافق ومساوات قائم کرنے کا نام ہے۔ اور یہ فطرت انسانی کے باہمی فرق کی رعایت اور احترام کرتی ہے: "فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ" (سوربقرہ: 194) تو جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو، جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے۔ "وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ" (سورہ آل عمران: 186) اور اگر تم صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔

اسلامی تربیت کے نتائج وثمرات قرآن وسنت کی طرف رجوع کرکے ہی حاصل ہوسکتے ہیں، اس لیے کہ یہی دونوں اسلام کے اعلیٰ مقصد کے حصول کا سرچشمہ اور منبع ہیں اور یہ اعلیٰ مقصد اطاعت الٰہی اور اتباع سنت رسول ہے اور انسان کی تمام جسمانی، روحانی، عقلی صلاحیتوں کو انسانیت کی فلاح وبہبود کے لیے استعمال کرنا اور پھر ہر عمل میں رضائے الٰہی مطلوب ہو۔

قرآن کریم نے تربیت کو تعلیم سے مربوط کیا ہے: "هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ" (سورہ جمعہ: 2) وہی تو ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک پیمبر بھیجا، جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے درآنحالیکہ یہ لوگ پہلے سے کھلی گم راہی میں تھے۔

قرآن کریم نے لفظ "حکمت" کو اخلاق، آداب اور گفتگو میں نرمی اور بردباری کے لیے استعمال کیا ہے،: "ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" (سورہ نحل: 125) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کیجیے پسندیدہ طریقہ سے (۔قرآن نے پوری زندگی میں حکمت اختیار کرنے، احسان کرنے اور انسان کے اکرام واحترام، جدوجہد اور عمل کی دعوت دی ہے۔

قرآن مجید کا نظام تربیت

کمانا اور جنسی خواہشات کو پورا کرنا انسانی فطرت کا تقاضہ ہے، لہٰذا انسان کی طبیعت بغیر کسی ترغیب وتلقین کے ان کی طرف مائل ہوتی ہے، قرآن کریم نے اس سلسلہ میں بھی سب سے الگ اور منفرد انداز اختیار کیا ہے، لہٰذا قرآن کریم نے حلال کمائی کی جگہیں اور طریقے اس طور پر متعین کیے ہیں کہ کسب معاش ذکر اللہ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، کیوں کہ انسان کی تخلیق کا اصل مقصد عبادت اللہ ہی ہے۔

قرآن نے کسب سے زیادہ انفاق پر زور دیا ہے، اس لیے کسب تو انسان کی فطرت میں داخل ہے، لہٰذا قرآن نے جگہ جگہ پر خرچ کرنے کے مواقع بیان کیے ہیں اور افراد اور معاشروں کو مال کی محبت، استحصال اور خود غرضی سے پاک کرنے پر ابھارا ہے، اس لیے کہ یہی ہر بیماری کی جڑ ہے اور مال کی محبت سماج کے بگاڑ اور طبقاتی استحصال کا بنیادی سبب ہے۔

قرآن نے جس طرح انفاق پر زور دیا ہے اسی طرح جنسی خواہشات میں اسراف سے ڈرایا بھی ہے، لہٰذا قرآن نے بار بار جنسی خواہشات میں اسراف اور انتہا پسندی کے خطرات سے آگاہ کیا ہے، حدود بیان کیے ہیں اور ان اسباب کو بیان کیا، جن سے انسان اس وبا کا شکار ہوتا ہے۔

قرآنی نظام تربیت کا اعلامیہ

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں قرآنی نظام تربیت کا خلاصہ:

1۔ خدائے واحد کی عبادت کی جائے۔ 2۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ 3۔ ہر وقت یہ خیال رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ اس عقیدہ وذاتی تصور سے تنہائی اور پردۂ خفا میں بھی شر کے منافذ بند ہوجاتے ہیں اور اسلام نے یہ تصور دے کر ایک ایسا نگراں مقرر کردیا ہے جو کھلے چھپے ہر حال میں انسان کی نگرانی کرتا ہے۔ 4۔ قرابت داروں، مسکینوں اور غریبوں ونادارں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، اس طرح اسلام نے استحصال کے تمام راستے بند کردیے۔ 5۔ زندگی میں میانہ روی اختیار کی جائے، فضول خرچی نہ کی جائے، بخل سے کام نہ لیا جائے، کسب معاش کے دوران یہ خیال رہے کہ یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے، اس لیے اس کو صحیح طریقوں سے حاصل کیا جائے اور جائز جگہوں پر خرچ کیا جائے۔ 6۔ اسلامی قدروں کا حامل سماج تشکیل دینے کے لیے اولاد کی صحیح تربیت کی جائے۔ 7۔ خواہشات کی تکمیل میں انتہا پسندی سے بچا جائے، تاکہ سماج میں اخلاقی اور سماجی بے راہ روی اور انارکی پیدا نہ ہو۔ 8۔ قتل ناحق سے گریز کیا جائے، تاکہ اجتماعی امن وامان قائم رہے، انسان کی زندگی محفوظ رہے اور ایک ایسا سماج وجود میں آئے جو بامقصد اور پرامن ہو۔ 9۔ یتیم کے مال میں تصرف میں حتی الامکان احتیاط برتی جائے۔ 10۔ عہد وپیمان کو پورا کیا جائے۔ 11۔ ناپ تول پورا پورا کیا جائے۔ 12۔ دوسروں کی ٹوہ میں نہ پڑا جائے اور افواہیں نہ پھیلائی جائیں۔ 13۔ تکبر، گھمنڈ اور غرور سے بچا جائے۔

اسلامی نظام تربیت کے اس عالمی اور انسانی اعلامیہ کی ہمسری متمدن دنیا کا کوئی بھی نظام تعلیم وتربیت نہیں کرسکتا، اسلامی نظام تربیت سب سے پہلے انسان کی فکر وعقیدہ، اس کے سلوک اور اس کے جذبات کی اصلاح کرتا ہے، پھر اس کی صلاحیتوں کی آب یاری کرتا ہے، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انسان کی بھرپور راہ نمائی کرتا ہے اور انسان کو ذاتی مفاد کے تنگ دائرہ سے نکال کر اعلیٰ مقصد کے راستہ پر گامزن کرتا ہے اور زندگی کے اعلیٰ ترین تصور حیات سے روشناس کراتا ہے۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی نظام تربیت ہی انسانی معاشرے میں پائے جانے والے کرپشن اور بگاڑ کا واحد علاج ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے ہوئی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے اخلاق قرآن کا پرتو ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" (سورہ احزاب: 21)

رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے تمہارے لیے، یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو۔ "قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" (سورہ آل عمران: 31)

آپ یہ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سب سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔

Scanned with CamScanner

دنیا میں بڑھتی افراتفری اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

مولانا محمد اسرار الحق قاسمی

عہدِ حاضر میں جس تیزی کے ساتھ عالمی سطح پر افراتفری پھیل رہی ہے، وہ پوری دنیائے انسانیت کے لیے تشویش ناک ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں تباہی اور افراتفری کے مناظر کا پہلی نظر میں ہی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، لیکن بعض ممالک ایسے ہیں جن میں بظاہر افراتفری وتباہی دکھائی نہیں دیتی ہے، مگر جب گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا جاتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اندر اندر تباہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ مثال کے طور پر فی زمانہ دنیائے انسانیت کو خطرناک لڑائیوں کا سامنا ہے۔ گذشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں ہوچکی ہیں، جن میں بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصان ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق پہلی جنگِ عظیم (1917) میں تقریباً 90 لاکھ لوگ ہلاک ہوئے۔ 2/کروڑ 20 لاکھ شدید زخمی ہوئے اور 2/کروڑ 50 لاکھ لوگ معذور ہوگئے۔ یہ مجموعی اعداد وشمار نہیں ہیں، بلکہ میدانِ جنگ کے ہیں، جو افراد اپنے شہروں، قصبوں اور گاؤوں میں جنگ کے اثرات سے متاثر ہوکر جاں بحق ہوئے، ان کی تعداد اور بھی زیادہ بتائی جاتی ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں لگ بھگ 50 لاکھ عورتیں بیوہ ہوگئی تھیں، لاکھوں بچے یتیم اور لاکھوں عورتیں و بچے غائب ہوگئے تھے۔ دوسری جنگِ عظیم کے نتائج اس سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوئے۔ اس میں ہلاک ہونے والے فوجیوں اور عام لوگوں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق 54.8 ملین تھی، یعنی پہلی جنگِ عظیم کے مقابلے میں چھ گنا زیادہ، جس کے اعتبار سے اس جنگ کے نتیجے میں مرنے والوں کی تعداد کسی بھی صورت میں 5/کروڑ سے کم نہیں۔ اس جنگ میں معذور ہونے والوں کی تعداد دو کروڑ تھی۔ واشنگٹن پوسٹ کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق 20 ویں صدی کی جنگوں میں 10/کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔

21/ویں صدی کی شروعات بھی خوفناک واقعات اور جنگوں سے ہوئی۔ 11/ستمبر 2001ء کو امریکہ کی دو فلک بوس عمارتیں مغویہ ہوائی جہازوں کے حملوں میں زمیں بوس ہوگئیں، جس کے نتیجے میں وہ دونوں بلند و بالا ٹاور خاکستر ہوگئے اور اس میں موجود ہزاروں افراد لقمہ اجل بن گئے۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تیزی کے ساتھ جنگوں اور حملوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 2001ء میں ہی افغانستان پر چڑھائی کردی گئی۔ اس جنگ میں عوام بھی متاثر ہوئے اور بڑی تعداد میں افغانی باشندے موت کی نیند سو گئے۔ تصادم، مارکاٹ اور قتل وغارت گری کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ 15/سال کے عرصے میں یقیناً افغانستان میں جانی و مالی تباہی ہوئی۔ 2003ء میں عراق پر جنگ مسلط کردی گئی۔ چاروں طرف سے ناکہ بندی کرکے اس ملک کی صدام حکومت کو زیر وزَبر کردیا گیا، دورانِ جنگ مرنے والوں کی تعداد اچھی خاصی تھی ہی، لیکن جنگ کے بعد ہلاک ہونے والوں کی تعداد کتنے ہی گنا زیادہ ہے۔ یہ پورا ملک سخت تباہی سے دوچار رہا ہے، بعض اندازوں کے مطابق 2003ء کے بعد سے اب تک عراق میں 20/لاکھ سے زیادہ لوگ مارے جاچکے ہیں۔ افغانستان اور عراق کی طرح لیبیا میں خوفناک حالات بنے۔ وہاں انقلاب کے نام پر معمر قذافی کے اقتدار کا خاتمہ کردیا گیا اور اس کے نتیجے میں بے شمار لوگوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ وہاں عدمِ استحکام کی صورتِ حال ہنوز جاری ہے۔ تیونس میں بھی اسی طرح کے حالات سامنے آئے۔ مصر میں افراتفری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے وہاں حسنی مبارک کے اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ نئے صدر محمد مرسی عوامی رائے سے منتخب ہوئے، لیکن مصر کی فوج حسنی مبارک کے گروپ اور مغربی ممالک کو محمد مرسی ایک آنکھ نہیں بھائے۔ چناں چہ فوج نے بغاوت کردی۔ ایک خوفناک لڑائی ہوئی، بڑی مقدار میں انسانی خون بہا۔ محمد مرسی کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے بعد محمد فتح السیسی کے ہاتھوں میں اقتدار دے دیا گیا، جو بڑا متشدد اور سخت واقعہ ہوا۔ مصر میں سخت اور نازک حالات ابھی بھی برقرار ہیں اور آئے دن مصری عوام باہمی تصادم اور جھڑپوں کے سبب ہلاک ہورہے ہیں۔ اگر بات ملک شام کی کی جائے تو یہاں صورت حال اور زیادہ ابتر ہے۔ پانچ سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے، مگر وہاں حکومت اور عوام کے مابین جاری تصادم میں کوئی کمی واقع نہیں ہورہی ہے۔ اب تک کئی لاکھ لوگ شام میں لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ یہ تو چند ممالک کے حالات ہیں۔ اگر اسی طرح سے اور بھی ملکوں میں پھیلی بدامنی اور افراتفری کا جائزہ لیا جائے تو وہاں بھی باہمی لڑائیوں میں روز بروز انسانی جانیں تباہ ہوچکی ہیں۔ سیاسی حالات جس تیزی کے ساتھ بگڑ رہے ہیں۔ اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے بعض مبصرین نے تو تیسری عالمی جنگ کے خدشات ظاہر کردیے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اب تیسری عالمی جنگ ہوئی تو انسانوں کا کتنا بڑا نقصان ہوگا، سابقہ عالمی جنگوں اور موجودہ حالات کو پیش نظر رکھ کر اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

دنیا کے حالات اس طور پر بھی بہت زیادہ خراب ہوچکے ہیں کہ دنیا میں مادیت اور روحانیت کے درمیان توازن بگڑ گیا ہے۔ عوام الناس کا سارا زور مادیت پر ہوگیا ہے۔ آج لوگ مال دار بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے پاس جائیداد ہو، بینک بیلنس ہو، گاڑیاں ہوں، بڑے اور آراستہ مکانات ہوں اور عیش ومستی کرنے کے لیے ڈھیر سارے وسائل وذرائع ہوں۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے وہ شب وروز ایک کررہے ہیں۔ انھیں نہ دن میں چین ہے اور نہ رات میں سکون۔ رات دن ایک کرنے کے باوجود بھی بہت سے اپنے مقصد میں کام یاب نہیں ہو پارہے ہیں۔ ان کی معیشت مضبوط نہیں ہو پارہی ہے۔ ان کے پاس بینک بیلنس نہیں بن پارہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی اپنی احتیاجات بھی پوری نہیں ہو پارہی ہیں۔ مکان بنانے کی ضرورت، دو وقت کے کھانے کی ضرورت اور بچوں کی شادیوں کی ضرورت ان کی کمر کو توڑے ڈال رہی ہے۔ ایسے لوگ نہایت پریشان ہیں، بے چینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کتنے لوگ اپنی ناکامی کے باعث ڈپریشن کے شکار ہوچکے ہیں۔ کتنے لوگ اپنی احتیاجات کو دیکھتے ہوئے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور غلط راستے اختیار کررہے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ اپنے لیے بھی خطرناک ثابت ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی۔

مال ودولت کی بڑھتی خواہش کے باعث بہت سے لوگ ایمان داری اور دیانت داری کا سبق بھول گئے ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ کمانے کے لیے خطرناک ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں، کتنے لوگ ایسے ہیں جو نشہ آور اشیا کی خرید وفروخت کرکے اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں، مگر دوسروں کی زندگیوں سے کھلواڑ کررہے ہیں۔ بعض لوگ جرائم، بدعنوانی اور رشوت خوری کے ذریعہ دوسروں کے حقوق غصب کررہے ہیں۔ کرپشن اور بدعنوانی کی جہاں تک بات ہے تو آج اس میں کوئی ایک طبقہ ملوث نہیں ہے، بلکہ چھوٹے بڑے سبھی طبقات ملوث نظر آتے ہیں۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ اور وہ بھی خطرناک کیمیکل کی ملاوٹ کے واقعات سامنے آرہے ہیں۔ سبزیوں کی ملاوٹ نے بھی انسانی زندگی کو دوبھر کردیا ہے۔ کسان زیادہ کمانے کے لیے یا پھر اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ہائی برِیڈ سبزیاں تیار کررہے ہیں، جو انسانوں کے لیے بڑی خطرناک ثابت ہورہی ہیں۔ گویا کہ مادی سطح پر انسان بہت حد تک بچھڑ چکا ہے۔

روحانی لحاظ سے جب آج کے انسان کا جائزہ لیا جاتا ہے تو وہ اس میدان میں بڑا لٹا پٹا دکھائی دیتا ہے۔ لوگوں کے درمیان سے دورِ حاضر میں روحانیت ختم سی ہوگئی ہے۔ بہت سے لوگ تو روحانیت کے معانی ومفاہیم تک سے واقف نہیں۔ حالاں کہ روحانیت کو انسانی زندگی میں بہت بڑا دخل ہے۔ روح کے بغیر انسان جس کی زندگی کا تصور محال ہے، روح کے اطمینان کے بغیر انسان کی زندگی میں سکون کا گذر نہیں ہوتا۔ روحانیت انسان کو معتدل بناتی ہے، گناہوں اور بدعنوانیوں سے نجات دلاتی ہے اور انسان کو اس کا فرضِ منصبی یاد دلاتی ہے۔ اسی لیے مفکرین نے کہا ہے کہ دنیا میں روحانیت اور مادیت کے درمیان توازن ضروری ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز کرنے میں بڑا نقصان ہے۔ روحانیت سے انسانی اقدار کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ انسان بااخلاق وباکردار بنتا ہے اور اپنے لیے بھی بہتر ثابت ہوتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے گوشے ایسے ہیں جن کے اعتبار سے دورِ حاضر کے انسان کی زندگی کا جائزہ لینے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ حقیقت یہی ہے کہ موجودہ دور میں انسان خسارے میں ہے اور ہر طرف سے تباہی وبربادی کے درمیان گھرتا چلا جارہا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاس‘‘

دنیائے انسانیت کو تباہی وافراتفری سے بچانے کے لیے دنیوی نظام ناکام ثابت ہوچکے ہیں۔ بڑے بڑے مفکرین نے انسانوں کو مختلف نظریات دیے، لیکن وہ بھی ناکام ہوچکے ہیں۔ دراصل اس وقت انسان کو خدائی نظام وقانون کی ضرورت ہے، خدائی احکامات ونواہی کی ضرورت ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو روئے زمین پر فی الوقت اسلام ایک ایسا دین نظر آتا ہے جو انسانوں کی صحیح راہ نمائی کرسکتا ہے اور عوام الناس کو تباہی وبربادی سے بچا سکتا ہے، کیوں کہ وہ کسی بھی طرح کی ترمیم وتبدیلی سے محفوظ ہے، جب کہ دوسرے مذاہب تبدیلی وتحریف کے شکار ہوچکے ہیں جس کے باعث وہ انسانوں کو مکمل راہ نمائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکتے۔ اللہ کی جانب سے نازل ہونے والی کتابوں میں قرآن محفوظ بھی ہے اور انسانوں کی راہ بری کے لیے مکمل وجامع بھی ہے۔ قرآن کی حفاظت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ‘‘ یعنی باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" ظاہر ہے کہ جس کی حفاظت باری تعالیٰ خود لے رہا ہے، اس کو کوئی کیسے بدل سکتا ہے یا مٹا سکتا ہے؟! دین اسلام کی جامعیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا‘‘

معلوم ہوا کہ دین اسلام انسانوں کی فلاح یابی وکام یابی کے لیے ناگزیر ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی احادیث کا بھی بہت بڑا ذخیرہ مسلمانوں کے پاس محفوظ ہے۔ گویا کہ اس دنیا میں مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو پوری بنی نوعِ انساں کے لیے مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ قرآن کی اس آیت ’’كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ‘‘ میں صاف کہا گیا ہے کہ امت مسلمہ بہترین امت ہے۔ اسے لوگوں کے لیے اٹھایا گیا ہے۔ اس کا کام اچھائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ہے۔ یعنی دنیا میں دوسری قوموں کی راہ بری کا فریضہ بھی انجام دینا ہے۔

اب غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ کیا مسلمان اپنے اس فریضہ کو انجام دے رہے ہیں؟ اور وہ دوسروں کے لیے کوئی کردار ادا کرپارہے ہیں۔ فی زمانہ مسلمانوں کی صورت حال یہ ہے کہ وہ بے اثر ہوگئے ہیں اور اپنے فرائضِ منصبی سے غافل ہوکر زندگی گزار رہے ہیں اور فی الوقت وہ اس پوزیشن میں بھی نظر نہیں آتے کہ دوسرں کی رہبری کا کام کریں۔ کیوں کہ مسلمانوں کی اکثریت خود خدائی نظام سے دور ہے اور اسلام کے مطابق کما حقہ زندگی نہیں گزارتی، بہت سے مسلمان اسلامی تعلیمات سے بھی واقف نہیں؟! ایسے میں وہ کیسے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے بہتر ثابت ہوسکتے ہیں۔ مسلمانوں کی رہبری چوں کہ دنیا کو حاصل نہیں اور لوگ ان کے کردار سے محروم ہیں، اس لیے دن بہ دن بدترین حالات سے دوچار ہوتے جارہے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمانوں کی رہبری دنیا کو حاصل تھی تو دنیا کے لوگوں نے بہت کچھ پایا، مگر جب دنیا پر مسلمانوں کا اثر نہ رہا تو ساری دنیا تباہی کے راستے پر چل پڑی۔ ایسے میں مسلمانوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو دین کے مطابق ڈھالیں۔ اسلامی تعلیمات سے واقف ہوں، قرآن پر عمل کریں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کو اپنے لیے نمونہ بنائیں اور تعمیری کردار پیش کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر انھوں نے اپنے آپ کو اسلام کا پابند نہیں بنایا اور دنیا کی فکر نہ کی تو اس سے ان کا اپنا بھی نقصان ہوگا اور دنیائے انسانیت کو بھی خسارے سے دوچار ہونا پڑے گا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب دنیا پر مسلمانوں کے اثرات تھے تو دنیا میں امن وامان کی ہوائیں چل رہی تھیں اور دنیا کے لوگ زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی کررہے تھے، مگر جب دنیا میں مسلمانوں کے اثرات نہ رہے، تو دنیا کو بڑے خسارے سے دوچار ہونا پڑا۔ بہت سے شعبوں میں دنیا کے لوگ پچھڑ گئے، جس کے باعث انسانی زندگی غیر متوازن ہوکر رہ گئی اور اس کے نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ یہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ دنیا میں اسلام کی روشنی کو پھیلایا جائے اور انسانی زندگی کے فائدے کے لیے مخلصانہ کوششیں کی جائیں۔ مسلمان اگر اپنے دینی سرمایہ کے ذریعہ انسانیت کی خدمت کرنا چاہیں تو وہ یقیناً بڑے پیمانہ پر پوری بنی نوع انساں کی خدمت انجام دے سکیں گے۔ کاش! مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کریں اور تمام دنیا کے لیے بہتر ثابت ہوں۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

تنزانیہ میں سڑک حادثے میں 22افراد ہلاک،38زخمی

تنزانیہ کے شمال مشرقی علاقے موروگورو میں ٹرک اور بس کے تصادم میں کم از کم 22افراد ہلاک اور38زخمی ہوگئے ہیں۔موروگورو کے علاقائی پولیس کمانڈر فورٹونا تاس مسلیمو نے بتایا کہ حادثہ جمعہ کی شام تقریباً ساڑھے چار بجے میلیلا کبونی گاؤں میں پیش آیا، جب ٹرک ڈرائیور نے ایک موٹر سائیکل کواوورٹیک کرنے کی کوشش کی اور سامنے سے آنے والی ایک مسافر بس سے ٹکرا گیا۔اس خوفناک تصادم میں دونوں گاڑیوں میں سوار تقریباً13افراد موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے جب کہ نو افراد موروگورو کے اسپتال میں دوران علاج دم توڑ گئے ۔ جبکہ دیگر 38افراد زخمی ہوئے ۔ زخمیوں میں سے بعض کی حالت تشویشناک ہے ۔ٹرک تجارتی دارالحکومت دارالسلام سے ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو جارہا تھا جب کہ بس مبیا شہر سے ٹانگا شہر کی طرف جارہی تھی۔صدر سامعہ حسن نے سوگوار خاندانوں کے نام ایک تعزیتی پیغام بھیجا، جس میں کہا گیا کہ حادثے میں بے گناہ شہری مارے گئے۔(یواین آئی)

سعودی عرب کا یوکرین کے شہریوں کے ویزوں میں توسیع کا فیصلہ

سعودی عرب کی حکومت نے مملکت سعودی عرب میں موجود یوکرین کے شہریوں کے ویزوں کی مدت میں توسیع کا فیصلہ کیا ہے ۔عرب میڈیا کے مطابق سعودی عرب کے جنرل ڈائریکٹوریٹ آف پاسپورٹس کی جانب سے ملک میں موجود یوکرین کے شہریوں کے ویزے کی مدت میں توسیع کا اعلان کیا گیا۔جنرل ڈائریکٹوریٹ کا کہنا ہے کہ انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر مملکت میں قیام پذیر یوکرین کے سیاحوں، کاروباری شخصیات اور دیگر شہریوں کے ویزوں کی مدت میں بغیر کسی فیس کے توسیع کی جارہی ہے۔(یواین آئی)

روس فوری طور پر تازہ مذاکرات شروع کرے: یوکرینی صدر

یوکرینی صدر وولودیمیر زیلنسکی نے روس پر زور دیا ہے کہ وہ تاخیر کے بغیر تازہ مذاکراتی عمل شروع کرے۔انہوں نے کہا کہ یہی واحد راستہ ہے، جس سے روس اپنی غلطیوں سے ہونے والے نقصان کا ازالہ کرسکتا ہے۔ روسی جارحیت کی وجہ سے یوکرین میں ہونے والی تباہی پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے زیلنسکی نے مزید کہا کہ وقت آ گیا ہے کہ ماسکو حکومت یوکرین کی خودمختاری اور سالمیت کو تسلیم کرلے۔روس اور یوکرین کے مابین مذاکراتی عمل جاری ہے تاہم جنگ بندی کے حوالے سے ابھی تک کوئی اتفاق رائے نہیں ہوسکا ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

افغانستان میں غذائی بحران، خوراک کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ

اقوام متحدہ کی فوڈ ایجنسی نے خبردار کیا ہے کہ یوکرین جنگ کہ وجہ سے عالمی اقتصادیات کو نقصان ہورہا ہے، جس کے غریب اور تنازعات کے شکار ممالک پر شدید اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ ورلڈ فوڈ پروگرام کی ترجمان شیلی ٹھاکرال نے بتایا کہ صرف افغانستان میں خوراک کی قیمتوں میں 40 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔شیلی نے کہا کہ ان کا ادارہ افغانستان میں گزشتہ آٹھ ماہ کے دوران ایک بلین ڈالر خرچ کر چکا ہے، لیکن اسے مزید ڈیڑھ بلین ڈالر کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ دنیا کے متعدد غریب ممالک میں بھی ایسی ہی صورتحال ہے۔(ڈوئچے ویلے)

ترکی میں یورپ اور ایشیا کے درمیان دنیا کے سب سے لمبے سسپنشن برج کا افتتاح

ترکی میں یورپ اور ایشیا کوملانے والے دنیا کے سب سے لمبے سسپنشن برج کا افتتاح کردیا گیا ہے۔ترکی کا کینا کیلے پل 1915 میں تعمیر کیا گیا تھا جسے ترکی اور جنوبی کوریا کی کمپنیوں نے دوبارہ بنایا ہے۔ترکی اور جنوبی کوریا کے وزرائے اعظم نے مشترکہ طور پر پل کا افتتاح کیا، دنیا کے سب سے لمبے سسپنشن پل کی تعمیر پر 2.8 بلین ڈالرز کی لاگت آئی ہے ۔ کینا کیلے پل کی لمبائی 4.6 کلومیٹر ہے اور اس کی تعمیر کا کام 2017 میں شروع کیا گیا تھا۔ پل کی تعمیر میں 5 ہزار ورکرز نے حصہ لیا۔ پل کی تعمیر کے بعد اناطولیہ سے ترکی کے یورپ میں واقع علاقے گیلی پولی کا گھنٹوں پر مشتمل سفر اب 6 منٹ میں طے کیا جاسکے گا۔(این ڈی ٹی وی)

اقوام متحدہ کا افغانستان میں امدادی کام جاری رکھنے کا فیصلہ

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں افغانستان کے لیے خصوصی مشن (UNAMA) کی ایک سال کی تجدید کی قرارداد 14 ووٹوں کی حمایت کے ساتھ منظور کرلی گئی ہے، جس کا طالبان حکومت نے خیر مقدم کیا ہے ۔روس نے ووٹنگ میں حصہ لینے سے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ وہ طالبان حکومت کے قیام کے بعد سے افغانستان میں پیدا ہونے والی حقیقی صورت حال سے لاعلم ہے۔طالبان کی حکومت کے قیام کے بعد اقوام متحدہ کے خصوصی مشن UNAMA کو معطل کردیا گیا تھا تاہم بعد میں ایک سال کے لیے بحال کردیا گیا تھا اور اب دوبارہ ایک سال کی تجدید کردی گئی ہے۔اقوام متحدہ نے خصوصی مشن کو کام کرنے کی اجازت تو دے دی ہے لیکن ابھی تک طالبان حکومت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔طالبان نے اقوام متحدہ کے مشن میں ایک سال کی تجدید کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ افغان عوام کی فلاح اور بہبود کے لیے کسی کو بھی کام کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔تاہم ترجمان طالبان نے ایک بار پھر افغان فنڈز کی بحالی کا مطالبہ کیا ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

بنگلہ دیش کے سابق صدر شہاب الدین احمد کا انتقال

بنگلہ دیش کے سابق صدر اور سابق چیف جسٹس شہاب الدین احمد کا ہفتہ کو انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون !وہ 92برس کے تھے۔وہ 1996 سے 2001 تک بنگلہ دیش کے صدر تھے، جبکہ 1990 سے 1995 تک انہوں نے بحیثیت چیف جسٹس خدمت انجام دی۔ 91-1990 کے بیچ وہ بنگلہ دیش کے کارگزار صدر بھی رہ چکے تھے۔
بنگلہ دیش کے موجودہ صدر عبدالحامد، وزیراعظم شیخ حسینہ، قومی اسمبلی کی اسپیکر شیریں شرمین چودھری اور چیف جسٹس حسن فیض صدیقی نے سابق صدر جسٹس شہاب الدین احمد کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔(یواین آئی)

تعلیم و روزگار

اپنے اندر کے کبر کو نکالیے، اخلاص پیدا کیجئے: حضرت امیر شریعت

دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ میں ختم بخاری شریف کا اجلاس اختتام پذیر

مورخہ ۱۷/مارچ ۲۰۲۲ء روز جمعرات کو دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ میں ختم بخاری شریف کا اجلاس بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا، اجلاس کے صدر مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے دارالعلوم الاسلامیہ سے فارغ ہونے والے ۲۹/طلبہ کو بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے، اپنی سند کے ساتھ احادیث بیان کرنے اور پڑھنے، پڑھانے کی اجازت دی۔آپ نے اپنی سند بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے حدیث پڑھانے اور بیان کرنے کی اجازت حاصل ہے، حضرت مولانا محمد یحیٰ ندوی مدظلہ سے، انہیں اجازت حاصل ہے حضرت مولانا عبداللطیف رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حدیث پڑھی ہے حضرت شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی سے اور انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث بیان کرنے اور پڑھنے، پڑھانے کی سند حاصل کی ہے۔ برصغیر میں احادیث کی تمام اسناد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے ہی ملتی ہیں۔ان سے آگے کی سند اس طرح مذکور ہے:
(۱) الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۲) الشیخ ابوطاہر المدنی رحمۃ اللہ علیہ (۳) الشیخ ابراہیم الکردی رحمۃ اللہ علیہ (۴) الشیخ احمد القشاشی رحمۃ اللہ علیہ (۵) الشیخ احمد بن عبدالقدوس الشناوی رحمۃ اللہ علیہ (۶) الشیخ شمس الدین محمد بن الرملی رحمۃ اللہ علیہ (۷) شیخ الاسلام زکریا بن محمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (۸) الشیخ احمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۹) الشیخ ابراہیم بن احمد التنوخی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) الشیخ احمد بن ابی طالب الحجار رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) الشیخ حسین بن مبارک الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) الشیخ عبدالاول بن عیسی الہروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) الشیخ عبدالرحمٰن بن مظفر الداؤدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) الشیخ عبداللہ بن احمد السرخسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) الشیخ محمد بن یوسف الفربری رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) الشیخ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امیر شریعت نے اس موقع پر طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سب اپنے اندر اخلاص نیت پیدا کریں، جب تک دل صاف نہیں ہوگا اور خلوص کے ساتھ کاموں کو نہیں کرسکیں گے، سب کام بیکار ہے، اللہ کے دربار میں کسی بھی عمل کو قبولیت تب ہی ملے گی جب اس میں اخلاص کا سرمایہ ہوگا۔بغیر اخلاص کے علم، شہادت اور سخاوت جیسے جنت میں لے جانے کا باعث بننے والے خیر کے اعمال بھی اللہ کے دربار میں رائیگاں ہوجائیں گے ۔دارالعلوم الاسلامیہ کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد منت اللہ قاسمی نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر محدثانہ ومحققانہ کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ بخاری شریف قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے، اس لیے کہ اس میں امام بخاری نے سند کے لحاظ سے پہونچنے والی لاکھوں حدیثوں میں سے چند ہزار حدیثوں کو جمع کیا ہے، اسی وجہ سے اس کتاب کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔
شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد منت اللہ قاسمی صاحب نے بھی اپنی سند کے ساتھ طلبہ کو حدیث بیان کرنے کی اجازت دی، آپ کی سند اس طرح ہے: مفتی محمد منت اللہ قاسمی عن شیخ نصیر احمد خان عن شیخ الاسلام حسین احمد مدنی عن شیخ الہند محمود حسن دیوبندی عن مولانا محمد قاسم نانوتوی عن مولانا عبدالغنی مجددی عن شیخ محمد اسحاق الدہلوی عن الشیخ عبدالعزیز الدہلوی عن الشیخ الامام ولی اللہ محدث الدہلوی رحمہم اللہ؛ اس سے آگے کی سند اوپر مذکور ہوچکی۔
اجلاس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وقف نے فرمایا کہ ہمارے اکابرین نے دارالعلوم الاسلامیہ کو پروان چڑھانے کے سلسلہ میں جو خواب دیکھا تھا وہ ان شاء اللہ شرمندۂ تعبیر ہوگا، آج جو طلبہ ہمارے یہاں سے فارغ ہوکر جارہے ہیں وہ قوم کے معمار ہیں، اور قوم کو ان پر بہت بھروسہ ہے، حضرت نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دین کی سربلندی کے لیے خدمت کرنے کا اپنا مزاج بنائیں، اپنے سماج اور معاشرہ میں آپ جائیں اور انہیں دین کے بنیادی علم سے آشنا کریں، دارالعلوم الاسلامیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے سلسلہ میں مزید فرمایا کہ وہ دیگر جگہوں کے مقابلہ میں بہت ممتاز ہیں، اس لیے کہ اس ادارہ کا رشتہ امارت شرعیہ سے جڑا ہوا ہے۔
دارالعلوم الاسلامیہ کے سکریٹری حضرت مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے آنے والے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے مدرسہ کا تعارف اور اس کی ضروریات کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی مدرسہ کی سب سے بڑی ضرورت ہاسٹل کی تعمیر ہے، طلبہ ٹین کی شیڈ میں رہتے ہیں، جو پریشانی کا باعث ہے، اگر آپ حضرات نے تھوڑی سی محنت کرلی تو یہ ہاسٹل تعمیر ہوجائے گا، اور اللہ آپ کو جزائے خیر دے گا۔اس اجلاس سے خطاب کرنے والوں میں امارت شرعیہ کے قائم ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی، جناب مولانا خورشید مدنی امیر جمعیت اہل حدیث، جناب مولانا تقی الدین فردوسی صاحب خانقاہ فردوسیہ منیر شریف، جناب ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی صاحب اورینٹل کالج پٹنہ، جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نام قابل ذکر ہیں۔
اس اجلاس ختم بخاری کے موقع سے مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی کی مرتب کردہ کتاب علامہ مناظر احسن گیلانیؒ: احوال وآثار اور مولانا نیر اسلام قاسمی کی کتاب ارکان خمسہ کے علاوہ مولانا مفتی آفتاب عالم قاسمی کی کتاب تحفۃ الافادات فی شرح مقدمہ مشکوۃ کا اجرا بھی حضرت امیر شریعت اور دیگر علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آیا۔
دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کرنے والے طلبہ کو حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اپنے ہاتھوں سے سند فضیلت عطا کی۔ادارہ کی طرف سے انہیں بخاری شریف کی دونوں جلدیں عنایت کی گئیں، جب کہ ایک صاحب خیر جناب نیلم عباس چودھری کی طرف سے ایک ایک جوڑا کپڑا فارغین کو دیا گیا۔آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اس مجلس کا اختتام ہوا۔اس سے قبل دارالعلوم کے طلبہ نے اردو، عربی، ہندی اور انگریزی میں تقریریں کیں اور الوداعی ترانہ بھی پیش کیا۔

Scanned with CamScanner

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین ،عمال ، اور کارکنان امارت شرعیہ حسب ذیل علاقے کا دورہ کریں گے ، اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں ، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے ، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے۔ BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA

صوبہ مغربی بنگال

❁ **جناب مولانا فلاح الدین صاحب قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ کولکاتا:** پارک سرکس، کانکی نارا، وغیرہ کولکاتا

❁ **جناب مولانا محمد ضمیرالدین قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ فیرس لین:** شہر کولکاتا ومضافات

❁ **جناب مولانا مفتی محمد اکبر حسین مظاہری، معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ توپسیا:** خضر پور، مٹیابرج، بیل گھچیا۔

❁ **جناب مولانا محمد عباس مظاہری صاحب عامل امارت شرعیہ:**
منگلاہاٹ، سیالدہ، بارکپور، اکرہ، چٹابازار، مٹیابرج، دمدم، کمرہٹی، ضلع ہگلی، رشرا، ہوڑہ ومضافات کولکاتہ

❁ **جناب مولانا مفتی زبیر احمد قاسمی صاحب قاضی شریعت آسنسول:** بردوان، درگاپور، جموڑیا، پاناگڑھ، بیناچٹی، کالی پہاڑی، سیتل پور، ریل پار، تالڈانگہ، چیرکونڈا، باگھاکنڈھی، شبلی باڑی، بودہ، چیناکوڑی وغیرہ

❁ **جناب مولانا رئیس احمد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** شہر کولکاتا ومضافات

❁ **جناب قاری محمد داؤد عرفانی صاحب آسنسول:** آسنسول، منشی بازار، مرغا سائل، اوشاگرام، ہاٹن روڈ، بسٹن بازار، رانی گنج ومضافات سوانگ، کٹہرہ، کرپیتا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندرپورہ وغیرہ۔

❁ **جناب مولانا محمد فخرالدین قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء پرولیا:** ضلع پرولیا مغربی بنگال

❁ **مولانا ضیاءالاسلام قاسمی دارالقضاء امارت شرعیہ:** مرشدآباد، مرارے بنگال وملحقہ مواضعات، مہیش پور جھارکھنڈ

صوبہ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش و گجرات

❁ **جناب مولانا سراج الدین قاسمی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ:**
مالیگاؤں، جل گاؤں، دھولیہ، ناسک، کٹھور، بھوساول، مہاراشٹر وغیرہ

❁ **جناب مولانا منت اللہ حیدری صاحب کارکن امارت شرعیہ:** سورت، احمدآباد، ناندیر، وغیرہ

❁ **جناب مولانا سعید اسعد صاحب کارکن دارالقضاء آسنسول:**
بھوپال، اندور، کھنڈوا، ناگپور، اسلام پور، اے ڈی ڈی کالونی، برن پور، آسنسول، کمارڈوبھی۔آسنسول، بڑاکر، کلٹی، نعمت پور، اکھڑابازار، انڈال، قریشی محلہ، نیا محلہ وغیرہ

❁ **مولانا محمد نوشاد عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** کھرگون، بھیکن گاؤں، اجین۔ بروانی، دھار، مہومدھیہ پردیش،

❁ **جناب مولانا وسیم غازی صاحب: معاون قاضی**
کفلیتہ، ڈابھیل، لاجپور، مرولی، حاجی پورا، کالا کاچھا، کچھولی۔صوبہ گجرات۔

صوبہ کرناٹک وتامل ناڈو

❁ **جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ:**
مدراس، ویلور، گڑیاتم، وانمباڑی، میل وشارم، حاسن، بنگلور، میسور وغیرہ

صوبہ آندھرا پردیش وتیلنگانہ

❁ **جناب مولانا صبغت اللہ قاسمی معاون قاضی دارالقضا امارت شرعیہ کٹک:**
حیدرآباد، وجے واڑہ، سکندرآباد، وشاکھاپٹنم۔

صوبہ راجستھان

❁ **جناب مولانا احمد حسین قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ:** جے پور، جودھپور ومضافات

صوبہ یوپی

❁ **جناب مولانا راشد العزیزی ندوی مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ:** لکھنو، چارمینار حیدرآباد

❁ **جناب مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
بھدوہی، بنارس، مئوناتھ بھنجن، خیرآباد، مبارک پور، کوپا گنج، گورکھپور، بلیا، دیوریا وغیرہ

❁ **جناب مولانا سلطان صاحب دارالقضاء یکہتہ:** امروہہ، مرادآباد، ہاپوڑ

شہر دہلی

❁ **جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت:**
اوکھلا، جامع مسجد، قصاب پورا، چمیلیان روڈ، بلیماران، کھاڑی باؤلی، شیش محل، اندرلوک تری نگر، وغیرہ۔

❁ **جناب مولانا عبدالقادر قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
جعفرآباد، سیلم پور، نوئیڈا، لچھمی نگر، سرائے کالے خان، ، باڑہ ، ہندوراؤ، برف خانہ دہلی وآگرہ، فریدآباد، گورگاؤں

❁ **جناب مولانا عبداللہ جاوید صاحب:** شہر دہلی حلقہ نبی کریم، سرائے خلیل، سلطان پوری، شاشتری نگر، لچھمی نگر

صوبہ جھارکھنڈ

❁ **جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت رانچی:** ڈورنڈہ ، رحمت کالونی، منی ٹولی، دھروا، پنڈولی ، نیا سرائے، موری، بلسوکرا، سونس وغیرہ

❁ **جناب مولانا محمد ارشاد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** رانچی شہر، تورپا، تپکرا، کھونٹی، ہزاری باغ، بڑکاکانا، چترا، بالوماتھ، لوہردگا۔

❁ **جناب مولانا محمد شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دھنباد:** جھریا، جگ جیون نگر، کوئلہ بھون، شہر دھنباد وغیرہ

❁ **جناب مولانا کلیم اللہ مظہر صاحب قاضی شریعت چترپور:** چترپور، رام گڑھ ومضافات

❁ **جناب مولانا عبدالجبار صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** جامتارا، چترنجن، پیرپینتی، صاحب گنج، تین پہاڑ، راج محل، پاکوڑ، دمکا

❁ **جناب حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
سوانگ، کٹہرہ، کرپیتا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندرپور وغیرہ

❁ **جناب مولانا سعود عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت جمشید پور:** شہر جمشید پور ومضافات

❁ **جناب مولانا محمد افروز سلیمی قاسمی صاحب کارکن دارالقضاء جمشید پور:**
شہر جمشید پور، موسی بنی، مئوبھنڈار، چکولیا، گوئیل، کیرہ، ہلدی پوکھر، چائباسہ، چکردھر پور، راج کھرسواں وغیرہ

❁ **جناب مولوی ممتاز احمد صاحب منیجر مکتبہ امارت شرعیہ:**
جلوہ آباد، کوڈرما، مرکچو، ڈمچانچ، حسن آباد، چھتربر، جھمری تلیا، راج دھنورا وغیرہ

❁ **جناب مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہہ:** **شہر گریڈیہہ، بھنڈاری ڈیہہ وملحقہ مواضعات**

صوبہ اڈیشہ

❁ **مولانا عبدالودود صاحب قاضی شریعت راورکیلا** ❁ **جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب قاسمی معلم مکتب امارت شرعیہ**

❁ **جناب مولانا کرامت حسین صاحب معلم راورکیلا:** شہر راورکیلا، اسپات مارکیٹ، لوہنی پاڑہ، بنیئی گڑھ، پان پوس، بنڈا منڈا، منوہر پور، کوئل بینک، بیل پہاڑ، برج راج نگر، رائے گڈھ، بلاسپور، سمبلپور، گوئل کیڑا، سکٹر ۱۵ راورکیلا، نجنی، راج نگر، ٹیلاگڑھ، سندرگڑھ وغیرہ

صوبہ آسام

❁ **جناب مولانا عبدالباری راہی مبلغ امارت شرعیہ:** تین سکیا، ڈبروگڑھ، جوڑہاٹ، سیلاپتھار، نورتھ لکھیم پور، گوہاٹی، شیلانگ، گوالپارہ، کوچ بہار، سیب، ساگرالنگ، ایٹہ نگر اروناچل پردیس اور مضافات

صوبہ چھتیس گڑھ

❁ **جناب مولانا وسیم اختر قاسمی قاضی شریعت گیا:** امبیکاپور، ودیگر اضلاع چھتیس گڑھ وشہر گیا ومضافات

صوبہ بہار

❁ **جناب مولانا مفتی اسعد عثانی، قاضی شریعت جوگبنی**
بتھناہا، جوگبنی مختلف محلہ جات، رانی بستی، مٹی اروہ، براٹ نگر، دوہبی، دھران، ضلع مورنگ، سپتری وسنسری، نیپال

❁ **مولانا ارشد قاسمی، قاضی شریعت پورنیہ۔** شہر پورنیہ وغیرہ

❁ **جناب مولانا افتخار قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ:** شہر پورنیہ، گلاب باغ وغیرہ

❁ **مولانا محمد عادل فریدی:** دلسنگھ سرائے، محی الدین نگر، ویدیا پٹی، مہنیا، چک بہاءالدین، حسن پور، روسڑا، وغیرہ

❁ **جناب مولانا ابوالقاسم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:** شہر سوپول ومضافات

❁ **جناب مولانا منظر احسن صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔** کلیاگنج، بہادرگنج، ٹھاکرگنج، دیگھل بینک، کوچادھامن، ہلدی کھوڑا۔

❁ **جناب مولانا عبدالحق صاحب، کارکن دارالقضاء کٹیہار۔** شہر کٹیہار ومضافات

❁ **جناب مولانا شاہ نواز عالم مظاہری امارت شرعیہ:** ۔کشن گنج، بہادرگنج، بارسوئی، دلکولہ، ضمیرہ اسٹیٹ ضلع کٹیہار، سلی گوڑی، اتر دیناجپور وغیرہ

❁ **جناب مولانا محمد عتیق اللہ رحمانی قاضی شریعت ارریہ:** **شہر ارریہ، گیاری، زیرومائل ومضافات**

❁ **مولانا زین الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** جمال چک پٹنہ، سرجاپور، چھاتاپور، پپرابازار، بھوکراہی، قدم پورہ، بھپٹاہی، سرائے گڑھ، جدیابازار، وتربنی گنج ضلع سوپول

❁ **جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:** سہرسہ شہر وسمری بختیارپور۔

❁ **جناب مولانا محبوب رحمانی ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** نوہٹہ، مجھول، بھلاہی، کرہرا، سونبرسا راج **سٹین آباد** بیجناتھ پور ثور بازار وغیرہ۔

❁ **مولانا نصیرالدین مظاہری:** شہر نوادہ ومضافات وشہر کانپور (یوپی)

❁ **مولوی فیروز عالم مبلغ امارت شرعیہ:** رانی ساگر، پیرو، بکرم گنج، ناصری گنج، بھوجپور، ڈمراؤں، بکسر وغیرہ

❁ **مولانا عبداللہ عبادہ صاحب قاسمی مبلغ امارت شرعیہ:**
سنگھیشوراستھان، اوداکشن گنج، مرلی گنج، عالم نگر، چوسا، بھرکھی، بہاری گنج۔ضلع مدھے پورہ

❁ **جناب مولانا محی الدین رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
شہر سمستی پور، متھراپور، مسری گھڑاری، جتوارپور، موہن پور، رودولی، وارث نگر، تاجپور وبگھونی، ساتن پور، خالص پور۔

❁ **جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت کشن گنج۔** شہر کشن گنج

❁ **جناب مولانا صابر حسین قاسمی صاحب** ہارون نگر، سیکٹر ۱-۲-۳ پھلواری شریف پٹنہ

Scanned with CamScanner

حجاب اسلام کا لازمی حصہ ہے، شریعت کی تشریح اسلام کے ماہرین علماء ہی کر سکتے ہیں: امیر شریعت

کرناٹک ہائی کورٹ کے حجاب پر حالیہ فیصلہ پر ملی جماعتوں نے کیا سخت تشویش کا اظہار

حجاب کے اوپر کرناٹک ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلہ کے تناظر میں آئندہ کے لائحہ عمل پر غور وخوض کے لیے مورخہ 17 مارچ کو ملی جماعتوں کی ایک اہم نشست زیر صدارت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم میٹنگ روم امارت شرعیہ میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ میں مندرجہ ذیل لوگوں نے شرکت کی۔

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا بدر احمد مجیبی صاحب صدر جمعیۃ علماء بہار، مولانا رضوان احمد اصلاحی صاحب امیر جماعت اسلامی ہند حلقہ بہار، مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی فردوسی خانقاہ فردوسیہ منیر شریف، مولانا محمد عالم قاسمی جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کاؤنسل صوبہ بہار، مولانا محمد ابوالکلام قاسمی شمسی سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا خورشید مدنی صدر جمعیۃ اہل حدیث بہار، پروفیسر مولانا شکیل احمد قاسمی، جناب ڈاکٹر انوار الہدیٰ ناظم مسلم مجلس مشاورت بہار چیپٹر، مولانا اعجاز احمد صاحب سابق چیئر مین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ، جناب سلطان صاحب جماعت اسلامی ہند بہار، مولانا حافظ احتشام رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر

حضرت امیر شریعت نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ یہ فیصلہ اسینشیلی ٹیسٹ (Essencially test) کی بنیاد پر ہوا، جس پر سپریم کورٹ خود اعتماد نہیں کرتی ہے۔ اس فیصلہ کے دوران ایک بھی عالم دین کا اسٹیٹمنٹ یا ایفی ڈیوٹ داخل (Submit) نہیں کیا گیا۔ کسی عالم کی موجودگی بھی نہیں تھی جو کورٹ کے سامنے حجاب کی شرعی حیثیت پر گفتگو کر سکے۔ اس کے خلاف احتجاج ہونا چاہئے، لیکن احتجاج کی صورت صرف روڈ پر نکل کر ہی احتجاج کرنا نہیں ہے، انہوں نے اپیل کی اپنے اپنے علاقہ کے ایم ایل اے، ایم پی اور حکومت کے وزراء کو خط لکھ کر اور فون کے ذریعہ اپنا احتجاج درج کرائیں۔ کون سا احتجاج کب کرنا ہے، اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے، انہوں نے کہا کہ انتظامیہ اور عدلیہ دونوں کو خطوط لکھ کر احتجاج درج کرایا جائے۔ انہوں نے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اسکولوں کے یونیفارم میں اسکارف کی اجازت ہے، یونیفارم کے رنگ کا اسکارف پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے مگر اس اسکول نے یونیفارم سے اسکارف کو ہٹا دیا ہے۔ ہمیں اپنے اپنے علاقہ کے انسٹی ٹیوشنس میں جا کر بات کرنی چاہئے کہ جب دوسری قوم کے بچے پگڑی پہن کر، کڑا پہن کر جنیئو پہن کر، تلک لگا کر اسکول آ سکتے ہیں تو مسلم بچیوں کو بھی اسکارف پہن کر اسکول آنے کی اجازت دی جانی چاہئے، انہیں بتایا جائے کہ خواتین میں سر کے بال ستر میں داخل ہیں اور ان کا ڈھکنا شریعت میں ضروری ہے۔ انہوں نے مسلم والدین سے اپیل کی کہ گھر میں دین کا ماحول بنائیں اور اسلامی احکامات کی ضرورت اور اہمیت سے انہیں واقف کرائیں، محبت اور شفقت کے ساتھ انہیں اسلامی احکامات کی پابندی کرنے کی ترغیب دیں۔ اپنے بچے بچیوں کو خدا ترسی، شریعت پر عمل اور اپنی بچیوں کو بچپن سے حجاب پہننے کی ترغیب دیں تا کہ حجاب کی اہمیت ان کے دلوں میں راسخ ہو سکے۔ آپ نے کہا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس مسئلہ کو سپریم کورٹ میں لے جائے گا، ہمیں اس کا بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔

نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے کہا کہ برادران وطن کو سمجھانا چاہئے کہ پردہ ان کے مذہب میں بھی ضروری ہے، پردے کی وجہ سے کسی سماج کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ حکومت سے مل کر بھی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بعد سپریم کورٹ جانے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ امت میں بھی بیداری لانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے بینر تلے تمام ملی جماعتوں کا احتجاج ہونا چاہئے۔

ابتدائی گفتگو کرتے ہوئے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ حجاب کے تعلق سے کرناٹک ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلہ نے پوری ملت کو بے چین کر دیا ہے، اس لیے ملک کی جتنی بھی ملی تنظیمیں ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ اس مسئلہ پر مل کر کوئی ایسا مضبوط لائحہ عمل اور حکمت عملی طے کریں جس سے دستور اور دستور میں دیے گئے حقوق کے تحفظ کے ساتھ ملت کی بے چینی بھی دور ہو سکے۔ آج کی میٹنگ اسی غرض سے حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر بلائی گئی ہے تا کہ اس مسئلہ پر ہم سب مل کر سوچ سکیں اور ملت کی رہنمائی کر سکیں۔

موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے شرکاء نے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں

مولانا رضوان احمد اصلاحی صاحب امیر جماعت اسلامی ہند بہار نے کہا کہ کورٹ کے فیصلہ کو چیلنج کرنے اور ان کو شریعت میں حجاب کا کیا درجہ ہے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ امت کو بھی حجاب کی اہمیت سمجھانی چاہئے تا کہ ملت کی بیٹیوں میں حجاب کا رواج عام ہو سکے۔ مولانا خورشید مدنی نے کہا کہ ہم لوگ تمام ملی جماعتوں کی طرف سے اس فیصلہ کی مذمت کریں، سپریم کورٹ میں بھی اس کیس کو لے جانے کی ضرورت ہے۔ آئین کے دائرہ میں پر امن احتجاج بھی ہونا چاہئے، انہوں نے برادران وطن سے روابط بڑھانے، مظلوم طبقات کو لے کر مساوات اور بھائی چارہ کے پیغام کو عام کرنے اور لڑکیوں کے لیے بنیادی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم کے ایسے ادارے کھولنے کی ضرورت پر زور دیا جہاں رہ کر ملت کی بیٹیاں اپنی ردائے عظمت کی سلامتی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔ مولانا ابو الکلام شمسی نے کہا کہ تمام تنظیموں اور پارٹیوں کو لے کر میٹنگ کی جائے اور سڑک پر احتجاج کے طریقہ کو چھوڑ کر احتجاج کی دوسری شکلیں تلاش کی جائیں۔ مولانا بدر احمد مجیبی صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے کہا کہ تمام مسلمانوں کو فیصلہ کے خلاف متفقہ طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ کورٹ کا فیصلہ سیاسی بنیادوں پر آیا ہے، سڑک پر احتجاج سے گریز کرنا چاہئے، اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے قانونی چارہ جوئی کی بھی وکالت کی۔ ڈاکٹر انوار الہدیٰ سکریٹری مسلم مجلس مشاورت بہار و ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء بہار نے کہا کہ یہ فیصلہ ہماری مذہبی آزادی پر حملہ ہے، یہ ایک بڑی سازش ہے، جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آئین کی روشنی میں قانونی چارہ جوئی کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ مولانا تقی الدین فردوسی خانقاہ فردوسیہ منیر شریف نے کہا کہ احتجاج جس طرح سے کرتے آئے ہیں، اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، ایسے وکلاء کو منتخب کر کے سپریم کورٹ میں مقدمہ کیا جائے جو اسلامی شریعت کی بھی اچھی معلومات رکھتے ہوں، تا کہ اسلامی دلائل کو وہ اچھی طرح بحث میں لا سکیں۔ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے کہا کہ قانون کے ذریعہ موثر انداز میں مسئلہ کو حل کرنے ضرورت ہے، مولانا سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ حجاب کے تعلق سے بامبے ہائی کورٹ کے قبل میں دیے گئے فیصلے کو نظیر بنا کر اچھے وکیلوں کے ذریعہ قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ شکیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ فیصلہ کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد ہی کوئی لائحہ عمل طے کیا جائے، انہوں نے پر امن احتجاج کی وکالت کی، انہوں نے کہا کہ قائدین کی طرف سے ملت کو پیغام دیا جائے کہ کچھ دن انتظار کریں قیادت تمام پہلوؤں پر غور کر رہی ہے، دانشوران اور خواتین کی طرف سے بیانات دیے جائیں کہ فیصلہ آئین کے خلاف ہے۔ مولانا انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ نے کہا کہ تمام مسلم تنظیموں کو مل کر پر زور مذمت کرنی چاہئے۔ انہوں نے اپنے ادارے قائم کرنے اور ملت میں پردہ کی اہمیت و افادیت کے پیغام کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ایسے تعلیمی ادارے قائم کیجئے جہاں اسلامی تشخص کے ساتھ تعلیم دی جائے: نائب امیر شریعت

ملک کے تعلیمی اداروں میں فرقہ پرستی کا جو ماحول بنایا جا رہا ہے، وہ بہت تشویشناک ہے، پورے تعلیمی نظام کو زعفرانی رنگ میں رنگ دینے اور ایک خاص مذہب کی تہذیب، رسم و رواج، عقائد و افکار کو پورے ملک پر تھوپنے کی منظم سازش چل رہی ہے، ایسے حالات میں اسلامی تہذیب و تشخص، عقائد و افکار کی فکر کرنا اور نئی نسلوں کے اندر اس کو راسخ کرنے کی محنت کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسکول، کالج، مکاتب کا نظام قائم کریں، رحمانی تھرٹی کی طرز پر ایسے تعلیمی ادارے قائم کریں جہاں طلبہ وطالبات اپنی شناخت وتہذیب اور اپنے مذہب کی بقاء کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ جو لوگ مالدار ہیں اور تجارت کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا سرمایہ تعلیم گاہوں کو بنانے میں لگائیں یہ قوم کی خدمت بھی ہوگی اور نفع بخش تجارت بھی۔ جس کا نفع دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملے گا۔ یہ باتیں نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ جھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے مدرسہ حسینیہ صدیقیہ کے زیر اہتمام رحیم پور رکسا ضلع مظفر پور میں منعقد ایک اجلاس دستار بندی کے موقع پر صدارتی خطاب میں کہیں۔ انہوں نے نوجوانوں کو پیغام دیا کہ مسلم نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ نے خود کفیل بنیادی مکاتب کا نظام بڑے پیمانے پر قائم کرنے کی مہم شروع کی ہے اور ہر سال سو مکاتب کے قیام کا ہدف متعین کیا ہے۔ امارت شرعیہ کی اس مہم کا حصہ بنیں اور اپنے اپنے علاقہ میں مکاتب کا نظام قائم کریں تا کہ قوم کے بچے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ ہو سکیں۔ کیوں کہ مرکزی حکومت پورے ملک میں قومی تعلیمی پالیسی 2020 نافذ کر رہی ہے، جس میں تین سال کے بچوں کو اسکول میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس لیے مسلمانوں کو قبل از وقت تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اجلاس میں مولانا محمد اسلام انجم بانی و مہتمم جامعہ فیض الاسلام ہسورتمل ناڈو، مولانا اسعد اللہ قاسمی نائب قاضی مدرسہ جامع العلوم مظفر پور، مفتی جمال اکبر قاسمی نائب مفتی جامعہ رحمانی مونگیر اور مفتی احتکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا بھی تعلیم کی اہمیت وفضیلت پر اہم خطاب ہوا۔ اجلاس کا آغاز قاری طفیل احمد ندوی سمستی پوری کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا جبکہ نظامت کے فرائض مولانا غفران ندوی سنت کبیر نگر یوپی نے انجام دیے۔ نعت نبی قاری محمد طارق انور اشاعتی اور مذکر صہبا پوری نے پیش کیا۔ اس موقع پر مدرسہ کے نو طلبہ کی دستار بندی ہوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے ان کو انعامات سے نوازا گیا۔ اجلاس کے سرپرست ڈاکٹر مفتی محمد عرفان عالم قاسمی چیف ایڈیٹر آب حیات اخبار بھوپال نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ اس موقع پر ان کی دو کتابوں خزانۂ معلومات اور خوشگوار ازدواجی زندگی کا اجراء بھی ہوا۔

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی کے صاحبزادے احتشام راغب کی انٹرمیڈیٹ کامرس میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کے منجھلے صاحبزادہ احتشام راغب نے انٹرمیڈیٹ کامرس کے امتحان میں 500 میں سے 425 یعنی 85 فیصد نمبر لا کر نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ احتشام راغب نے اپنی پڑھائی مسلم ہائی اسکول شریف کالونی پٹنہ میں کی ہے اور رحمانی تھرٹی کی گائڈنگ میں امتحان کی تیاری کی تھی۔ اس کامیابی سے جہاں ان کے والدین، رشتے دار اور دوست احباب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے دعائیں دی ہیں، اسی طرح امیر شریعت ونائب امیر شریعت سمیت امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران و کارکنان اور مختلف تعلیمی وسماجی شخصیات نے ان کو مبارک باد دیتے ہوئے ان کے بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ اپنی محنت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کامیابی کے اس گراف کو مزید آگے بڑھائیں اور اپنے فیلڈ میں اعلیٰ مہارت حاصل کریں۔ اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے انٹرمیڈیٹ کے تینوں اسٹریم میں کامیاب ہونے والے تمام طلبہ وطالبات کو مبارک باد اور دعائیں دیتے ہوئے کہا کہ یہ وقت کوالٹی ایجوکیشن (Quality Education) اور تقابل (Competition) کا ہے۔ اپنے وقت کی قدر کرتے ہوئے اپنے مطالعہ کے اوقات میں اضافہ کریں۔ اس وقت سماج اور ملک کو باصلاحیت، ہونہار اور صالح فکر کے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ بڑے بڑے ادارے افراد کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔ اس لیے اپنی مہارتوں کو بڑھائیں اور ملک وقوم کی ضرورت بنیں۔ انہوں نے رحمانی تھرٹی کے طالب علم محمد عمار راشد بن جناب مولانا شمیم الدین صاحب کو بھی ان کی کامیابی پر مبارک باد دی جنہوں نے بہار بورڈ کامرس امتحان 2022 میں پانچویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ انہوں نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اپنے حاصل شدہ نمبر پر مطمئن ہو کر بیٹھ نہ جائیں بلکہ اپنی محنت کو اور زیادہ بڑھائیں۔

Scanned with CamScanner

زبانوں کا گلدستہ اردو زبان ہے

مولانااشتیاق احمد ندوی

ایک پھول سے سب پھولوں کی خوشبو آئے، اسے اردو زباں کہتے ہیں، اردو زبان ایک میٹھی اور پیاری زبان ہے، اس کے ہر لفظ سے محبت والفت کی خوشبو آتی ہے، اس کے آنچل میں تہذیب کا سر چشمہ ہے، اس زبان کا خمیر ہندوستان کی مٹی سے تیار ہوا ہے، یہاں کی تہذیب وثقافت پر اس کا گہرا اثر ہے، ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اسے بولتی اور لکھتی ہے، اردو اپنی جاذبیت وچاشنی کی وجہ سے پوری دنیا میں پھیل رہی ہے، اس زبان میں تقریباً تین لاکھ الفاظ موجود ہیں، اس کا دامن اتنا وسیع ہے کہ ہر زبان کے الفاظ کو اپنے اندر جذب کرسکتی ہے .

اردو زبان نے ہندوستان کی آزادی میں بڑی قربانیاں پیش کی ہیں، "الہلال والبلاغ" ان کی زندہ مثال ہے، ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اردو بولتے پڑھتے اور لکھتے تھے، ان کی شادی کا دعوت نامہ بھی اردو زبان میں تحریر کیا گیا تھا جو نیٹ پر ابھی بھی موجود ہے، اردو زبان ہندوستان کے آزاد ہونے سے قبل ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی تھی؛ لیکن افسوس کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد اردو زبان کے ساتھ سوتیلہ پن کا سلوک کیا گیا اور اس کو ایک مذہب سے جوڑ کر اس کی وسعت کو محدود کردیا گیا، جب کہ زبانوں کا نہ کوئی مذہب ہوتا ہے اور نہ کوئی ملک ووطن، وہ اپنی فطری جاذبیت ولچک سے ہر دل کو موہ لیتی ہے اور ہر دل پر راج کرتی ہے، جو زبانیں کسی مذہب کے ساتھ کچھ نسبت رکھتی ہے، وہ بہت کم ہیں، جیسے سنسکرت، سریانی اور عربی وغیرہ کہ وہ کسی نہ کسی مذہب سے جڑی ہوئی ہے؛ لیکن اردو زبان کسی مذہب کی زبان نہیں؛ بلکہ وہ ہر ہندوستانی کی زبان ہے، بہت سے غیر مسلموں نے بھی اس زبان کو اپنے خون جگر سے سینچا ہے اور اپنی پوری توانائی اس کی ترقی کی خاطر صرف کی ہے؛ لہذا اسے کسی مذہب سے جوڑنا اس کی نافعیت سے خود کو محروم کرنا ہے .

اردو زبان میں سب سے اہم کردار ہندی اور فارسی کا ہے، اردو زبان کے قواعد ہندی زبان سے ماخوذ ہیں، واحد۔جمع، مذکر ومؤنث کے صیغے، جملوں کی تربیت، وغیرہ عام طور پر وہی ہیں جو ہندی کی ہیں، تشبیہات و استعارات میں غالباً فارسی نے زیادہ حصہ پایا ہے اور بہت سے الفاظ عربی زبان سے مستعار لئے گئے ہیں، ہندی کی سادگی، فارسی کی مٹھاس اور عربی الفاظ کی آمیزش نے اس کو ایک گلدستہ سا بنادیا ہے، جس میں ہر پھول کا رنگ جدا اور ہر غنچہ کی خوشبو الگ ہے، اس لئے اس کا نام ہی "اردو" پڑ گیا، گویا یہ ایک زبان نہیں بلکہ زبانوں کا لشکر ہے، یہ گل نہیں بلکہ ہم رنگ پھولوں کا گلستان ہے .

اردو زبان ہماری مادری زبان ہے، اس کی حفاظت کرنا اور اس کی ترقی کے لئے راستے ہموار کرنا ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے، اگر ہم نے اپنی زبان کو باقی رکھنے کا فیصلہ کرلیا اور اس کے لئے کمربستہ ہوگئے تو نہ کوئی ہم سے ہماری زبان چھین سکتا ہے اور نہ کوئی اسے مٹا سکتا ہے، عبرانی زبان ہزاروں سال تک حکومت کی زبان بننے سے محروم رہی، عام بول چال میں بھی اس کا رواج نہ رہا؛ لیکن یہودیوں نے اپنی زبان کو باقی رکھا، کیوں کہ انھیں معلوم تھا کہ ہر قوم کی ترقی اس کی مادری زبان ہی میں ممکن ہے، یہودیوں نے اپنا ملک اسرائیل بنانے کے بعد اس کو سرکاری زبان کا درجہ دیا، تو کیا مسلمان اپنی کوششوں سے اردو زبان کو باقی نہیں رکھ سکتے؟ یقیناً باقی رکھ سکتے ہیں اور اس کو بحسن خوبی رائج بھی کرسکتے ہیں، بس توجہ اور ملت کا درد رکھنیا ور اردو زبان کے تئیں حرکت و بیداری، بالغ نظری وزندہ قومی کی ضرورت ہے .

اردو زبان کی بقا وتحفظ اور ترقی وعروج سے متعلق چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں،

اردو زبان کا آغاز اپنی ذات، گھر اور ماحول سے کیا جائے، اہل زبان اور اردو جاننے والوں کے ساتھ بیٹھا جائے اور عام بول چال میں اردو الفاظ ومحاورات کا استعمال کیا جائے . بچوں کو مادری زبان میں تعلیم دینے کا اہتمام کیا جائے، اس لئے کہ بچوں کی علمی لیاقت مادری زبان میں جلد ابھرتی ہے، ہماری مادری زبان اردو ہے، اس لئے اپنے بچوں کو اردو زبان میں ابتدائی تعلیم دیا جائے اور اس کے لئے اردو میڈیم اسکولوں کو رواج دیا جائے، جیسا کہ مہاراشٹر میں موجود ہے اور مرکزی و ریاستی حکومتوں سے اردو کے آئینی حقوق کے دائرہ میں رہتے ہوئے محکمہ تعلیمات کے وزیروں، افسروں اور ذمہ داروں سے مل کر اردو کی تعلیم وترقی کے لئے اردو میڈیم اسکول کھولنے کی مانگ کی جائے اور حکومت کو اس طرف متوجہ کیا جائے،

دکانوں، مکانوں، بنگلوں، دفتروں، کارخانوں، فیکٹریوں کے اشتہارات، سائن بورڈ اور تختیاں وغیرہ اردو رسم الخط میں لکھوانے کا اہتمام کیا جائے .

اسٹیشنوں پر لکھے بورڈس کو عمدہ تحریر میں لکھنے کے لئے حکومت سے مطالبہ کیا جائے اور خوش خطی سے اسٹیشنوں کے نام لکھے جائیں؛ تاکہ ہر شخص آسانی سے پڑھ سکے اور منزل تک پہنچ سکے، اسٹیشنوں پر اردو زبان میں اسٹیشن کے نام اس قدر شکستہ لکھا ہوتا ہے کہ پڑھنا مشکل ہے اور جاذبیت تو دور کی بات ہے، اگر تمام اسٹیشنوں پر اردو رسم الخط درست ہوجائے تو اردو کی ترقی کا ایک مرحلہ طے ہوجائے گا.

سرکاری سروے میں زبان کے خانہ میں اردو بھرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ سرکاری دفاتر میں اردو جاننے والوں کی صحیح تعداد اندراج ہوسکے .

پرائیوٹ اسکولوں اور سرکاری اسکولوں میں اردو پڑھانے کے لئے ایسے اساتذہ کا انتخاب کیا جائے جو اردو پر کسی حد تک عبور رکھتے ہیں اور اردو فروغ کے لئے کوشاں ہیں، ایسے قلمکاروں اور مضمون نگاروں کو تعلیم دینے کے لیے مقرر کریں جو اس کے لئے بیدار ہوں تاکہ ان کے معاش کا مسئلہ بھی حل ہوجائے اور تن من سے اردو کے لئے کوشش بھی کریں .

شادی بیاہ کی تقریبات، جلسہ جلوس کے اشتہارات اور اعلانات کے پوسٹرز اور دعوت نامے اردو میں چھپوائیں.

اپنے پیغامات سوشل میڈیا پر اردو زبان میں پوسٹ کریں، ماشاءاللہ، الحمدللہ، سبحان اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ اپنی پوری بات اردو زبان میں تحریر کرنے کا اہتمام کیا جائے، انگلش کی بورڈ کے ساتھ اردو کی بورڈ (BOARDKEY URDU) کا استعمال کیا جائے، ایک سروے کے مطابق سوشل میڈیا پر سب سے زیادہ گردش کرنے والا لفظ (ماشاءاللہ) ہے، یہ اردو داں کے لئے ایک مثبت پہلو ہے، اگر ہم سب سوشل میڈیا پر زیادہ سے زیادہ اردو پیغامات اور بلوگس لکھنے لگیں تو اردو زبان سوشل نیٹ ورک پر ایک اہم زبان بن کر ابھرے گی اور اس سے روزگار کے مواقع بھی فراہم ہوں گے .

گھروں میں ایک چھوٹی لائبریری ضرور تیار کریں، جس میں دینی ودنیوی موضوع پر کتابیں موجود ہوں، ہمارا زیادہ تر مذہبی، تہذیبی، ثقافتی، تاریخی سرمایہ اردو زبان میں ہے، اس لئے اردو کی نئی نسل تیار کرنا ہم سب کا ملی و اخلاقی فریضہ ہے، اس سے ہم اپنی نسلوں کو ایک اچھا وارث بنا سکیں گے اور بچے موبائیل دوست کے بجائے کتاب دوست بنیں گے .

زیادہ سے زیادہ روزنامہ اور ماہنامہ خریدنے کا اہتمام کیا جائے، اگر پانچ دس فیصد پڑھے لکھے افراد، اساتذہ و ٹیچرز، آفس ودکانوں میں اردو اخبارات خریدی جانے لگے تو اردو اخبارات کی اشاعت میں بہت اضافہ ہوجائے گا، ایک اخبار کی قیمت چائے کی ایک پیالی سے بھی کم ہوتی ہے، اگر آپ نے آخبار خرینا شروع کیا تو اس سے آپ کا کچھ نقصان نہ ہوگا؛ لیکن اردو زبان کو جو تقویت ملیگی، آپ اس کا اندازہ نہیں کرسکتے.

اردو زبان کی اشاعت وتحفظ کے لئے کوششیں کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، صرف حکومت کے نظر کرم پر چھوڑ دینا اپنی تہذیب وثقافت کا اپنے ہاتھوں گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔

ٹیکنالوجی اور ہمارے بچے

ٹیکنالوجی اور میڈیا کی روزافزوں ترقی نے یقیناً ہمارے لئے سہولیات کا ایک مکمل، تیز رفتار اور قابل اعتماد جہان آباد کردیا ہے، جو کام پہلے کئی دن تک تکمیل کو پہنچتے تھے وہ کمپیوٹرائزڈ ٹیکنالوجی کے مختلف ذرائع کی بدولت صرف چند منٹوں میں وقوع پذیر ہوجاتے ہیں، ہر گھر میں کمپیوٹر اور جتنے افراد اتنے موبائل کا ہونا ناگزیر ہوگیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہر چیز کے جہاں مثبت پہلو سامنے آتے ہیں وہیں منفی پہلوؤں سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے میں بچوں کے تابناک مستقبل کیلئے والدین کو سنجیدگی سے غور وفکر کرنا ہوگا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بچوں پر سوشیل میڈیا کے منفی اثرات پر دنیا بھر میں ایک عرصے سے تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اب امریکی کانگریس نے اس معاملے میں ٹھوس پہل کی ہے۔ وہیں ری پبلکن اور ڈیموکریٹک پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے 2 سینیٹرز نے کڈز آن لائن سیفٹی بل 2022 متعارف کرایا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ اس بل کو دونوں جماعتوں کے سینیٹرز نے اکٹھے پیش کیا ہے، اسے دونوں جماعتوں اور اپوزیشن کی حمایت حاصل ہے، اس لئے بل کو دونوں ایوانوں سے منظور کرانے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ بل میں ایسی کئی دفعات ہیں جن کے ذریعہ ٹیک کمپنیوں کے ان کی مصنوعات کے ممکنہ غلط استعمال کو روکنے والے فیچر ڈالنے کیلئے راضی کیا جاسکے گا اور انہیں ان کی مصنوعات کے ممکنہ مضر اثرات کے معاملے میں زیادہ ذمہ دار بنایا جاسکے گا۔ مثال کے طور پر اس کے مطابق سوشیل میڈیا کمپنیوں کو صارفین کی خاطر پرائیویسی کے آپشنز فراہم کرنے ہوں گے اور ایسے فیچرز کو ناکارہ بنانے کی سہولت بھی فراہم کرنی ہوگی جن کی عادت (لت) پڑنے کا امکان ہو۔ اسی طرح ایپ میں ایسے ٹولز فراہم کرنا لازمی ہوگا، جن کے ذریعے والدین اس بات پر نظر رکھ سکیں گے کہ بچے ایپ پر کتنا وقت گزار رہے ہیں۔ یہی نہیں، ان کمپنیوں سے بچوں کو ممکنہ نقصان سے بچانے کیلئے مسلسل کوششیں کرنے کی بھی توقع کی جائے گی۔ یہ دیکھتے رہیں کہ بچے اپنی مصنوعات کی وجہ سے خودکشی یا خود کو نقصان پہنچانے کے قریب نہ ہوجائیں۔ اس کے علاوہ بل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دیکھنے کیلئے ایک آزاد نظام ہونا چاہیے کہ کمپنیاں اپنی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے ادا کررہی ہیں یا نہیں۔ سوشیل میڈیا کمپنیوں کیلئے یہ بھی لازمی ہوگا کہ وہ نابالغ صارفین سے متعلق ڈیٹا تحقیقی اداروں یا نجی محققین کے ساتھ شیئر کریں تاکہ بچوں کے طرز عمل میں تبدیلی اور ان سے متعلق مختلف پہلوؤں پر تحقیقی کام آسانی سے آگے بڑھ سکے۔ امریکی کانگریس کے اس ٹھوس اقدام کے پیچھے گزشتہ کئی مہینوں سے اس معاملے پر سنجیدہ بات چیت کا اہم کردار ہے، جس کا آغاز گزشتہ سال فیس بک کے بارے میں سامنے آنے والے انکشافات سے ہوا تھا۔ اگرچہ فیس بک نے سابق ملازموں کے ان الزامات کو مسترد کردیا کہ وہ صارف کی حفاظت پر منافع کو ترجیح دے رہا ہے، یہ تنازع ٹیک کمپنیوں پر قانونی پابندیوں کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ اگر یہ بل قانون میں بدل جاتا ہے اور اس پر صحیح طریقے سے عمل درآمد ہوتا ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس کے کچھ فوائد خود بخود دوسرے ممالک کے صارفین تک پہنچ جائیں۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ دیگر ممالک کو بھی اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر صارفین کی حفاظت کو یقینی بنانے کیلئے ضروری اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس میں مزید تاخیر کرنا اچھی بات نہیں۔ واضح رہے کہ الیکٹرانک اور سوشیل میڈیا کے ذریعے دنیا کی ہر برائی خوبصورت ترین طریقے سے ہمارے بچوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے، ان کے ذہن معصوم ہیں۔ لہذا یہ ماں باپ اور تمام بالغ افراد کی ذمہ داری ہے کہ نہ صرف اپنے بچوں بلکہ دوسروں کے بچوں کو بھی ان آفات سے بچانے کیلئے موثر اقدامات کریں کیونکہ یہ معاشرتی مسئلہ ہے۔ یہی بچے، یہی نوجوان ہمارا اور قوم کا مستقبل ہیں۔ اس لئے ہمیں انہیں مثبت سرگرمیوں سے روشناس کرانے اور ہر طرح کی منفی سرگرمیوں سے محفوظ رکھنے کی ممکنہ کوشش کرنی ہے۔ کام واقعی مشکل ہے اور بہت سارا وقت بھی درکار ہے مگر اپنے کل کو محفوظ کرنے کیلئے آج کا کچھ حصہ تو قربان کرسکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اسلامی نظام عدل کی خصوصیات

مولانا ندیم الواجدی

اسلام کے تمام ضابطے اور قوانین وحی الٰہی سے مستنبط ہیں، خواہ براہ راست قرآن کریم سے مستنبط ہوں یا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے، جس کے بارے میں خود قرآن کریم نے حکم لگایا ہے کہ وہ بھی وحی الٰہی ہے، فرمایا: وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى . (النجم:۴) اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں، ان کا ارشاد خالص وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ اس کے برعکس دنیا کے تمام قوانین چند انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے بعض انسان اعلی فکری صلاحیتوں کے حامل ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے تجربات کا دائرہ بعض دوسرے انسانوں کے مقابلے میں زیادہ وسیع اور مشاہدہ زیادہ عمیق ہو، لیکن رب کائنات کے مقابلے میں ان کی فکری صلاحیتیں ان کے تجربات اور مشاہدے سب ہیچ ہیں، اللہ تعالی اپنے بندوں کو جو نظام عطا کرتا ہے یقیناً وہ بندوں کے وضع کردہ نظام سے بدر جہا بہتر ہے، کوئی بھی عقل وفہم رکھنے والا شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا، یہی وجہ ہے کہ نظام الٰہی ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ہر زمانے میں یکساں طور پر قابل عمل رہا ہے اور رہے گا۔ جب کہ نظام انسانی ہر لحہ تغیر پذیر ہے، کیوں کہ بعد والے اپنے ہی جیسے انسانوں کے وضع کردہ ضابطوں پر پوری طرح یقین نہیں رکھتے اور وہ اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کو بنیاد بنا کر تغیر کا عمل جاری رکھتے ہیں، اس طرح دیکھا جائے تو اسلام کا نظام عدل آسمانی ہونے کے ساتھ ساتھ عالمی بھی ہے، کیوں کہ یہ کسی خاص زمانے کے لیے نہیں ہے اور نہ کسی خاص قوم کے لیے ہے، بلکہ یہ انسانوں کے ہر طبقے کے لیے ہے اور جب سے یہ شریعت نازل ہوئی، اس وقت سے قیامت تک ہر دور کے لیے ہے، یہ شریعت نبی آخر الزماں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ تمام انسانوں کے رسول ہیں، آپ کی دعوت عام ہے، قرآن کریم میں یہ اعلان موجود ہے تبرك الذى نزل القرآن على عبده ليكون العلمين نذيرا (الفرقان:۱) ”بڑی عالی شان ذات ہے جس نے فیصلے کی یہ کتاب (قرآن) اپنے خاص بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تا کہ وہ تمام دنیا والوں کے لیے ڈرانے والا ہوں۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا: قل يأيها الناس إني رسول الله إليكم جميعاً (الاعراف:۱۸۵) ”اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں“۔ اسلامی شریعت کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ یہ ابدی بھی ہے اور ازلی بھی۔ ابدی اس معنی میں کہ اس کا دائرہ قیامت تک کے لیے وسیع کر دیا گیا، یہاں تک کہ آخری دور میں بھی جب حضرت عیسی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے یا حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا یہ لوگ بھی اسی شریعت پر عمل کریں گے، ازلی اس معنی میں کہ یہ دراصل باقی تمام آسمانی شریعتوں کے تسلسل کی آخری کڑی ہے، وہ تمام شریعتیں بھی آسمانی شریعتیں تھیں جو محدود وقت اور مخصوص قوموں کے لیے نازل ہوئیں اور جب ضرورت مکمل ہوگئی تو ان شریعتوں کو ختم کر دیا گیا، آخر میں شریعت محمدی کا ظہور ہوا جو سابقہ تمام شریعتوں کی خصوصیات کی جامع بھی ہے اور اس اعتبار سے ان کے مقابلے میں ممتاز بھی کہ اس کا دائرہ عمل لامحدود ہے، قرآن کریم کی اس آیت میں سابقہ شریعتوں کے اسی تسلسل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذى أوحينا إليك وما وصينا به إبراهيم وموسى وعيسى أن أقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه . (الشوری:۱۳) ”اللہ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے، اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسی کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا“۔ شریعت اسلامیہ کے لامحدود دائرہ عمل کے اس امتیازی پہلو کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ہے ان میں سے کسی کو بھی بنی نوع انسانی کا یا تمام عالم کا پیغمبر نہیں کہا گیا بلکہ ان سب کا تذکرہ ان کی قوموں کے حوالے سے کیا گیا ہے، جب کہ سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اس طرح کیا گیا کہ آپ سارے عالم کے لیے سراپا رحمت ہیں، آپ تمام عالم کو خدا کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں، آپ سب انسانوں کے رسول ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شریعت عالمی بھی ہے اور آسانی بھی اور جامع و کامل بھی، قرآن کریم نے خود اس کے کمال اور جامعیت کو اس طرح واضح کیا ہے الیوم أكملت لكم دينكم، (المائدۃ:3) ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ یہ آخری آیت احکام ہے جو ۹ ذی الحجہ بروز جمعہ جبل رحمت کے سائے میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عضباء اونٹنی پر سوار تھے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی روز حیات رہ کر ۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ میں وصال فرما گئے۔ کمال دین کا مطلب یہ ہے کہ اس میں فرد کی انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کے تمام گوشوں کے متعلق احکام بیان کر دیئے گئے ہیں خواہ وہ انسانوں کے معاش اور معاد سے متعلق ہوں، یا ان کا تعلق دین اور دنیا سے ہو، مہد سے لے کر لحد تک، زندگی میں جس قدر رموڑ پیش آئیں گے، خوشی ہو یا غم، راحت ہو یا مصیبت، آسودگی اور خوش حالی ہو، یا فقر و فاقہ اور تنگ دستی، انفرادی اور شخصی معاملات ہوں یا اجتماعی تقاضے اور مسائل، سیاسی پہلو ہوں یا اقتصادی، معاملہ غریبوں کا ہو یا امیروں کا حاکمانہ ہو یا محکومانہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے لیے اسلام میں واضح ہدایات موجود نہ ہوں، اسلامی احکام بحثییت مجموعی بھی اجتماعیت اور جامعیت کی شان رکھتے ہیں اور انفرادی اعتبار سے بھی ان میں جامعیت کا پہلو غالب ہے، اسلام نے زندگی کے معمولی معمولی پہلو کو بھی اس قابل نہیں سمجھا کہ اسے نظر انداز کیا جائے، ایک یہودی کے طنز کے جواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بطور فخر فرمایا تھا کہ ہاں یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استنجے کی تعلیم بھی دیتے ہیں (ابوداؤد:۱/ ۴۹ رقم الحدیث، ۷) گویا حضرت سلمان فاری رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا حضرات صحابہ کی طرف سے اس بات کا اعتراف تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہماری زندگی کے ہر پہلو پر غال ہیں خواہ وہ پہلو کتنا ہی غیر اہم اور معمولی کیوں نہ ہو، حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ کمال دین کا مطلب یہ ہے کہ اب اس میں کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں ہے، دین ہر اعتبار سے مکمل ہو چکا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے دین کمل نہیں تھے مفسرین نے لکھا ہے کہ اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے وہ بھی مکمل تھے مگر ترقی پذیر حالات کی وجہ سے ان میں تبدیلیاں ہوتی رہیں، یہاں تک کہ آخری دین جس میں قیامت تک کے حالات کی رعایت ہے وہ اسلام ہے۔ کمال دین کا مطلب بھی نہیں کہ اصول اجتہاد کے تحت مجتہدین اور فقہائے کرام نے جو مسائل مستنبط کئے ہیں یا آئندہ کریں گے وہ دین سے خارج ہیں یا نا قابل اعتبار ہیں بلکہ وہ بھی دین میں داخل ہیں، کیوں کہ اصول اجتہاد اجماع، قیاس، استحسان اور مصالح مرسلہ وغیرہ سب قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اس لیے جو احکام ان کی روشنی میں مستنبط ہوں گے وہ بھی کتاب وسنت ہی سے مستنبط سمجھے جائیں گے۔

کیوں کہ اسلامی نظام عدل کا سرچشمہ بنیادی طور پر قرآن کریم ہے اور قرآن کریم اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی اس اعتبار سے اس نظام پر تقدس کا پہلو بھی غالب ہے، جو لوگ کتاب الٰہی پر پختہ یقین رکھتے ہیں وہ اس کے ہر حکم کو نا قابل تنسیخ اور اٹل ہی مانتے بلکہ وحی الٰہی ہونے کی وجہ سے اسے قابل تعظیم بھی گردانتے ہیں، کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اگر چہ احکام شریعت پر پوری طرح عمل نہیں کرتے لیکن جب ان کے سامنے اللہ تعالی کے کسی حکم کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور وہ اپنی بے عملی کے باوجود اس حکم کو مسترد کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والے اجر وثواب کی امید بھی رکھتے ہیں، انسان کے قوانین پر عمل اس لیے کیا جاتا ہے تا کہ اپنے ہی جیسے چند انسانوں کی گرفت سے محفوظ رہیں، اس لیے جو لوگ جلوت میں ان احکام پر عمل کرتے ہیں جو انسانوں نے بہ ظاہر ان کے فائدے کے لیے بنائے ہیں اس کے باوجود وہ جلوت میں قانون شکنی کرنے میں بھی کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے، اس قانون شکنی پر ان کا ضمیر ملامت نہیں کرتا جب کہ اسلامی احکام پر عمل کرنے والے کے لیے خلوت کا سکون اور جلوت کی ہنگامہ آرائیاں سب برابر ہیں، وہ گھر کی تنہائی میں بھی ان احکام پر اسی جذبے، خلوص اور یقین کے ساتھ عمل کرتا ہے جس جذبے، خلوص اور یقین کے ساتھ گھر کے باہر کرتا ہے، اس طرح دیکھا جائے تو اسلامی احکام پر عمل کرانے کے لیے کسی بیرونی قوت نافذہ کی ضرورت نہیں ہے، مرد مومن کا ضمیر ہی سب سے بڑی قوت نافذہ ہے، جو ہر وقت اس کی حرکت عمل کا نگراں بھی ہے اور اس کا مشفق ناصح اور خیر خواہ بھی۔ اسلامی نظام عدل کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اسے کتاب وسنت کے ذریعے حلال وحرام کے تصور کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے شریعت کی طرف سے متبعین شریعت کو جب کوئی حکم بتلایا جاتا ہے تو اس کا یہ قانونی پہلو ضرور واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے اور یہ نا جائز ہے، عمل کرنے والے ہر قانون کے اس پہلو کو سامنے رکھ کر عمل کرتے ہیں، آپ غذاؤں کی ہی مثال لے لیجئے کتنی ہی خوش ذائقہ ڈش کیوں نہ ہو اگر کسی مسلمان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں اس جانور کا گوشت یا چربی استعمال ہوئی ہے جس کا کھانا حرام ہے، یا حلال جانور کا گوشت اور چربی شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ذبح کر کے استعمال نہیں کی گئی اس کا ہاتھ خود بہ خود کھینچ جاتا ہے، یہ وہ قوت نافذہ ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے، اسلام سب سے پہلے ضمیر ہی کی تربیت کرتا ہے تا کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جائے، سہولت اور آسانی بھی اسلامی نظام عدل کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ شریعت کا کوئی حکم بہ ظاہر مشکل نظر آتا ہے لیکن در حقیقت وہ مشکل نہیں ہوتا، کیوں کہ شریعت نے انسان کی کمزور طبیعتوں کا بطور خاص خیال رکھا ہے اور حسب ضرورت سہولتیں بھی عطا کی ہیں، قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر اسلامی نظام کے اس پہلو کو واضح کیا گیا ہے: يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر (البقرۃ:۱۸۵) اللہ تعالی کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں“۔ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا (البقرۃ:۲۸۶) ”اللہ تعالی کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اس کا جو اس کی طاقت میں ہو۔ ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج . (المائدۃ:۶) اللہ تعالی کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں“۔ وما جعل عليكم في الدين من حرج ، (الحج:۷۸) ”اور اس نے تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ یہ تمام آیات کسی نہ کسی حکم شرعی کے سلسلے میں نازل کی گئیں ہیں کسی جگہ روزہ کا حکم تھا اس کے بعد فرمایا گیا کہ للہ تعالی تمہارے لیے سہولت چاہتا ہے نہ کہ تنگی اور سختی، کسی جگہ وضو غسل اور تیمم کا ذکر تھا اس موقع پر فرمایا گیا کہ اللہ تعالی تمہیں دشواری میں نہیں ڈالنا چاہتا، یہ تمام احکام اس لیے دیے جارہے ہیں تا کہ تم پاکیزگی حاصل کرو اور صاف ستھری زندگی گزارو، منشاء ان تمام آیات کا یہی ہے کہ اسلام کے تمام احکام پر عمل کرنا خود انسان کے لیے مفید ہے اور جو چیز مفید ہوتی ہے اس کا حصول طبع انسانی پر گراں نہیں گزرتا، اگر چہ بہ ظاہر گراں ہی کیوں نہ لگتا ہو، اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے نظام عدل میں اللہ تعالی نے خود انسان کے مصالح کی رعایت کی ہے، خواہ ان مصالح کا تعلق اس کی شخصی اور عائلی زندگی سے ہو یا اس کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی سے، پھر یہ مصالح صرف دنیا کی بے ثبات زندگی تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ ان کا دائرہ اس زندگی تک بھی وسیع ہے جسے آخرت کہتے ہیں اور جو ہمارے عقیدے کا ایک بنیادی حصہ ہے، جہاں تک اخروی زندگی کا تعلق ہے اس کی مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان شریعت کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے، کیوں کہ اس زندگی کی دائمی راحتوں کا حصول اس طرح ممکن ہے، البتہ دنیوی زندگی کی مصلحت یہ ہے کہ انسان جب تک اس دنیا میں رہے جان و مال اور دین کی سلامتی کے ساتھ رہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ہر ایسے عمل کو جرم قرار دے دیا ہے جو کسی انسان کی جان یا اس کے مال یا اس کے دین کو نقصان پہنچائے، نہ صرف جرم قرار دیا ہے بلکہ اس جرم کے لیے سزائیں بھی متعین کر دی ہیں مثلا کوئی شخص کسی کو قتل کرتا ہے تو اس کے لیے قانون قصاص ہے، کسی کو چوری کے ذریعے کوئی مالی نقصان پہنچاتا ہے تو اس کے لیے قطع ید کی سزا ہے، زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو دین کے ضرر کے باعث اس پر رجم یا سنگ ساری کی سزا ہے، ان سزاؤں کے ذریعے اسلام ان جرائم کا انسداد کرنا چاہتا ہے، بہ ظاہر یہ سزائیں سخت بھی ہیں اور نقصان دہ بھی مگر در حقیقت دوسرے انسانوں کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں، مجرمین کے لیے بھی مال کے اعتبار سے ان سزاؤں کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، دنیوی زندگی میں تو اس طرح کہ جرائم کے ارتکاب پر انہیں حوصلہ نہیں ہوگا یہ کیا کم فائدہ ہے اور اخروی اعتبار سے اس لیے کہ دنیا کے جرم کی سزا انہیں دنیا میں مل چکی ہے اور یہ امید کی جانی چاہئے کہ ان سزاؤں کے بعد آخرت میں کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ اسلامی قانون کے خصائص وامتیازات اور انسانی قوانین کے مقابلے میں اس کی اہمیت وضرورت اور عظمت پر بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے مختصر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یہ الہامی قانون ہے اس کا سرچشمہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس میں شخصی احوال کی رعایت بھی ہے اور اجتماعی مفادات کی نگہبانی بھی، اس کا مقصد فرد کو انصاف اور معاشرے کو امن فراہم کرنا ہے، اس نظام میں کسی کے ساتھ کوئی تفریق نہیں ہے، جرائم کے انسداد کے لیے اگر اس کے قوانین میں سختی ہے تو دوسری طرف تغیر پذیر حالات میں اس کا رویہ لچکدار بھی ہے، دیکھا جائے تو قوانین عالم میں تنہا یہ قانون ہی امن وامان اور صلاح وفلاح کا ضامن ہے اور اسے اپنا کر ہی انسانیت شاہ راہ ترقی پر گامزن ہوسکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

باقی رہنے والے سات اعمال

مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری

مسلمانوں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی حقیقی زندگی نہ ہونی چاہیے، بلکہ آخرت کی زندگی کو حقیقی، دائمی اور ابدی زندگی تصور کرنا چاہیے، یہی سکھایا ہے قرآن نے اور یہی تعلیم دی ہے آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اس لئے کہا گیا ہے دنیا کو تو آخرت کے لئے کھیتی سمجھو، یہاں پر بوائی اور سینچائی ہورہی ہے، بیج ڈالے جارہے ہیں اور پودے لگائے جارہے ہیں، اس کے بعد پھلوں کو حاصل کرنے اور اچھے نتائج کا مشاہدہ کرنے کا زمانہ، حقیقت میں وہ ہوگا جو اس دنیا سے جانے کے بعد میسر ہوگا، جس مسلمان نے آخرت کی زندگی کو پیش نظر رکھ کر دنیا کی زندگی گذاری تو اللہ تعالی دنیا میں بھی اس کو عزت ورفعت و کامیابی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں تو اس کے لیے کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے ایسے اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں، جن کا ثواب انسان کو برابر حاصل ہوتا رہتا ہے، چاہے وہ اس دنیا سے رخصت بھی ہو جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سات کام ایسے ہیں کہ انسان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اس کو اجر وثواب دیا جاتا رہے گا (1) تعمیر مسجد (یعنی جس آدمی نے اللہ کے گھر کی تعمیر کی یا مسجد کی تعمیر میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیا تو اس کو اس وقت تک ثواب دیا جاتا رہے گا جب تک اللہ کا ایک بندہ بھی اس کو آباد رکھے گا جب تک نماز مسجد میں پڑھی جاتی رہے گی اس کے لیے نیکی کا دروازہ برابر کھلا رہے گا، صدیاں گزر جائیں گی مسجدوں کو بنے ہوئے، کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے خون پسینے کی کمائی کا کچھ حصہ اللہ کے گھر کی تعمیر میں لگ گیا، یہ ایسا بیلنس ہے کہ جس میں کبھی کمی نہیں آئے گی؛ بلکہ اللہ کی طرف سے کتنا اضافہ اور بڑھوتری ہوگی ہم سوچ بھی نہیں سکتے، اللہ جتنا چاہتے ہیں، اجر وثواب میں اضافہ فرماتے ہیں اس لیے خیر کے کاموں میں جب بھی حصہ لینے کا موقع ملے خوش دلی کے ساتھ سعادت سمجھتے ہوئے دل کھول کر حصہ لینا چاہیے، شیطان اس طرح کے موقع پر روکنے کی کوشش کرتا ہے، مال کی محبت میں مبتلا ہوکر انسان اپنی جیب کو ہلکا نہیں کرنا چاہتا، یہ امتحان اور آزمائش کا مقام ہوتا ہے، ایسے موقع پر انسان مال کی محبت کو دل سے کھرچ کر اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ کی راہ میں لگائے گا، تو باری تعالی توقع سے کہیں زیادہ اس کو نوازیں گے۔ اس کو اتنا انعام دیں گے اور ایسی برکت عطا فرمائیں گے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ (۲) نہر کی کھدائی یعنی جو آدمی نہر کی کھدائی کرائے گا، یا نہر کی کھدائی میں حصہ دار بنے گا تو اللہ کی طرف سے اس کو برابر اجر وثواب ملتا رہے گا جب تک اس نہر میں پانی چلتا رہے گا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، پیاس بجھاتے رہیں گے، کھیتیوں کو اس سے سیراب کیا جاتا رہے گا، چرند وپرند جانوراور دیگر مخلوق اس سے پیاس بجھاتی رہیں گی۔ (۳) قرآن پاک کی طباعت جو آدمی قرآن کریم لکھے گا، یا قرآن کریم چھپوائے گا، جب تک اس کے پڑھنے والے موجود رہیں گے برابر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، یہ انعام صرف قرآن کریم ہی کے سلسلے میں نہیں، بلکہ کوئی بھی دینی کتاب، جس میں قرآن کریم کے معانی ومفاہیم کو دین کے عقائد ومسائل کو لکھا گیا ہو، یا چھاپا گیا ہو، اگر کسی خوش نصیب انسان کے مال کا کوئی حصہ نیکی کے اس کام میں لگ جائے گا تو جب تک اس کتاب سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے گا، اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ (۴) پانی کا چشمہ جاری کرنا یعنی جو شخص زمین سے پانی کا ایسا چشمہ جاری کرے گا جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو تو جب تک وہ چشمہ باقی رہے گا، اسے ثواب ملتا رہے گا۔ پانی انسان کی بنیادی ضروریات میں سے اہم ضرورت ہے، اس کی تکمیل کے لئے جو کوششیں بھی کی جائیں گی وہ انسانیت اور خلق خدا کی خدمت کی وجہ سے اللہ پاک کی نگاہ میں بڑے اجر وثواب کی حامل ہوں گی، جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے وہاں سمرسیبل (پانی نکالنے کا پمپ لگا دینا یا کسی اور ذریعہ سے پانی کا انتظام کردینا ایسا کار ثواب اور باقی رہنے والا عمل ہے، جو انسان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اس کو نفع پہنچاتا رہے گا۔ (۵) درخت لگانا جو آدمی کوئی پودا یا درخت لگائے گا، اس درخت پر کوئی پھول یا پھل آئے گا، تو جب تک لوگ اس درخت سے یا اس کے پھل وپھول سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، یہاں تک کہ پرندے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں، شہد کی مکھی بھی اس کے رس کو چوس کر شہد بناتی رہے گی اللہ اس پودا اگانے والے خوش نصیب انسان کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھواتے رہیں گے، ایک مرتبہ اللہ کی رضا کے لیے قدم اٹھالیا تو پھر صدیوں تک اس کا فائدہ وصول کرتے رہنا ہے۔ (٦) تعلیم وتعلم جو آدمی کسی کو دین کی کوئی بات بتائے گا قرآن کی کوئی آیت سکھلائے گا، شریعت کا کوئی مسئلہ بتائے گا کسی دینی راہ کی رہنمائی کردے گا، نماز کی دعوت دے گا، برائی سے رکنے کی نصیحت کردے گا، تو جب تک آپ کی نصیحت سے دین پر عمل کرنے والے لوگ زندہ رہیں گے۔ آپ کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، زبان کو ہلکی حرکت دینی ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو لوگوں تک پہنچانا ہے، ہدایت دینا نہ دینا یہ اللہ کے اختیار میں ہے، انسان کے بس کی بات نہیں ہے، ہم نے اگر دوسروں تک دین کی بات کسی بھی طریقہ سے پہنچادی، اگر ان میں سے ایک بھی عمل کرنے والا مل گیا تو یہی ہماری نجات کا باعث بن جائے گا، ان شاء اللہ (۷) اولاد صالحہ جو انسان اپنے بعد ایسی اولاد چھوڑ کر جائے جو مرحوم کے لئے مغفرت اور طلب رحمت کی دعا کرنے والی ہو۔ یعنی جب اولاد نیک ہوگی اور باپ نے اس کو قرآن اور دین کا علم سکھایا ہوگا تو والد کو برابر اس کا اجر ملتا رہے گا اور بیٹے کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور اگر باپ اولاد کو قرآن پاک سکھانے کے بجائے فسق وفجور کے راستہ پر چلائے گا تو اس کا وبال بھی باپ پر ہوگا، اولاد کے بوجھ میں کمی کئے بغیر۔ (الدر المنضد ۱/۴۰۶) اس جملے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور قیامت تک آنے والے انسانوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا کہ تم اپنے بچوں اور اپنے گھر والوں کو ایسی تربیت دے کر جاؤ کہ وہ تمہارے مرنے کے بعد بھی تمہارے کام آئیں، کم سے کم اللہ کا کلام پڑھنے کا سلیقہ تو ان کو سکھادو، نماز کی عادت تو ان کو ڈلوادو، دین کا مزاج تو ان کا بنادوں اس کا اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ وہ مرنے کے بعد تمہیں فراموش نہیں کریں گے، مسجد میں جائیں گے، دعا کریں گے تو اس میں تمہارا بھی ہوگا، قرآن کی تلاوت کریں گے ہر حرف پر دس نیکیاں ملیں گی تو اللہ ان نیکیوں کی وجہ سے تمہارے نامہ اعمال میں بھی حسنات کا اضافہ فرمائیں گے، لیکن یہ اسی وقت ہوگا، جب ہم اپنی اولاد کی اس انداز میں تربیت کرکے جائیں اور جب ہم اپنی اولاد کی تربیت کریں گے تو ہماری اولاد اپنی اولاد کی تربیت کرے گی، اس طرح یہ مزاج نسلا بعد نسل منتقل ہوتا چلا جائے گا، اور نسلوں کی صالحیت کی وجہ سے اللہ تعالی مرحومین کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ فرماتے رہیں گے، اس لیے ہر مسلمان کو دنیا سے زیادہ اپنی آخرت کی فکر رکھنی چاہیے، دنیا کی فکر بھی ہو، دنیا میں عافیت وسکون حاصل کرنے کے لیے جتن بھی ہوں لیکن صرف دنیا ہی پیش نظر ہو، آخرت کی کامیابی کی فکر نہ ہو تو مسلم وغیر مسلم میں کیا فرق رہ جائے گا، ایک ایمان والے اور غیر ایمان والے میں کیا فرق رہ جائے گا؟ غیر ایمان والے کے لیے جو کچھ ہے وہ دنیا اور مؤمن کے لیے سب کچھ دنیا نہیں ہے بلکہ دنیا کے بعد کا عالم ہے، وہ عالم ایسا ہے جو ابدی ہے دائمی ہے، اس میں کامیابی کی فکر جب تک مسلمان کے اندر نہیں ہوگی اس وقت وہ سچا مسلمان کہے جانے کے لائق نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جو سات چیز میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سب سے بنیادی چیز یں یہ ہے کہ ہمیں اپنی نسلوں کی دینی تربیت کی فکر کرنی چاہے کیونکہ اگر بچوں کی تربیت ہمارے گھر کے اندر ہوگئی اور اس تربیت کے انداز میں بچوں کو ہم نے پروان چڑھادیا تو بقیہ جو چھ چیز میں ہیں وہ دین کی محبت کے نتیجہ میں تمہیں خود بہ خود جگہ حاصل کرلیں گی کیونکہ اصل ہے مزاج کا دینی واسلامی بنانا، جب تک دینی مزاج نہیں ہوگا، اس وقت تک دین کے کاموں کی عظمت دل کے اندر نہیں ہوگی، عظمت کے پیدا ہونے کے لیے مزاج کو دینی بنانا ضروری ہے، جب مزاج دینی ہوگا، جذبات اسلامی ہوں گے تو خود بہ خود دین کے تقاضوں پر انسان عمل کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو جو بے شمار انعامات عطا فرمائے ہیں ان میں ایک عظیم الشان نعمت اولاد کی بھی ہے، اور اولاد ہی کے ذمہ والدین کے حقوق ہیں، بلکہ والدین کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جیسے اولاد کی ذمہ داری اپنے ماں باپ کے حق کو ادا کرنے کی ہے، ایسے ہی ماں باپ کی ذمہ داری اپنی اولاد کے حقوق کو بھی ادا کرنے کی ہے۔ اور باپ کے ذمہ اولاد کے کیا حقوق ہیں، ان میں سب سے اہم ادب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا 'ایک ماں اور باپ سب سے بہترین تحفہ جو اپنی اولاد کو دے سکتے ہیں وہ بہترین اسلامی آداب سے واقف کرانا ہے اس سے اچھا تحفہ والدین کی طرف سے اولاد کے لیے دوسرا کچھ نہیں ہوگا، چاہے اولاد کے لیے والدین کچھ بھی کردیں لیکن اگر ان کو اسلامی آداب نہیں سکھایا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اولاد کا حق ادا نہیں کیا، اور اگر انہوں نے اولاد کو اسلامی آداب سے واقف کرادیا تو چاہے کچھ اور نہ دیا ہو، تو اللہ کی نگاہ میں وہ حق ادا کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔

حالات سے مایوس مت ہو

مولانا محمد اسامہ صدیقی نانوتوی

قرآن کریم اور سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کا مزاج بنایا کہ وہ کس بھی حال میں مایوسیت کا شکار نہ ہوں، اور سخت ترین حالات میں امید کی رسی کو چھوڑ کر ناامید مت ہوں، کیونکہ سخت حالات اور سختیاں ہی انسان کو بڑا بناتی ہیں، باعزم بناتی ہیں، بقول اقبالؒ:

تندیٔ بادمخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ☆ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

تاریخ انسانی میں ایسے باعزم اور باحوصلہ افراد کی ایک طویل فہرست اور عظیم تاریخ ہے، جنہوں نے ناکامیوں کو کامیابی کا زینہ بنایا، کوئی بھی ہدف ایسا نہیں جس تک پہنچنے کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اور رکاوٹیں پیش نہ آئیں، انسان میں اگر خود اعتمادی اور عزم وحوصلہ ہو تو وہ ان تمام دشواریوں سے نمٹتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی کو ثابت قدمی اور استقلال کہا جاتا ہے، جس کو قرآن کریم نے اپنی دعا کا جزو بنانے کی مندرجہ ذیل الفاظ میں تاکید فرمائی ارشاد فرمایا: ربنا أفرغ علینا صبرا وثبت أقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین اے ہمارے رب ہمیں صبر، ثابت قدم اور کافر کے مقابلے میں نصرت وتائید عطا فرما۔ مطلب یہ ہے کہ ایک عظیم انسان بننے کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی راہ پر گامزن رہے، مشکلات کا خاموشی سے مقابلہ کرتا رہے اور ناکامیوں سے کامیابی کی راہ ہموار کرے، ایسے مستقل مزاج، باہمت وباحوصلہ، ثابت قدم حضرات کی میرے پاس ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے مستقل مزاجی سے سخت سے سخت ترین حالات کا مقابلہ کیا، پھر وہ مخالفت اور حالات تبدیل ہوے اوران حالات نے ان کے عزم وحوصلہ کو جھک کر سلام کیا۔ اس مفید سلسلے کو پیش نظر رکھتے ہوے درج ذیل میں ایسے ہی باحوصلہ حضرات کا تذکرہ کیا جارہا ہے جنہوں نے ''اپنی دنیا آپ پیدا کر تو اگر زندوں میں ہے'' کو معیار زندگی بنائے رکھا۔ اور حدیث ''استعن باللہ ولا تعجزن'' اور اللہ سے مدد طلب کر، ہمت ہار کرنا کارہ نہ بیٹھ جاؤ۔ پر عمل پیرا رہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی باہمتی کا دلچسپ واقعہ قرآن کریم نے نقل کیا ہے اگر چہ قرآن کریم میں اس واقعہ کو مختصر ذکر کیا ہے اور بائبل میں یہ واقعہ ذرا تفصیلات کے ساتھ موجود ہے، واقعہ یہ ہے کہ "حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت طالوت علیہ السلام بادشاہ وقت جالوت کے مقابلے کے لئے گئے، جالوت باعتبار جسامت کے بڑا لحیم وشحیم جسیم اور طاقتور تھا۔ اس کی شکل وصورت ہی ایسی تھی کہ دیکھنے والے پر ہیبت طاری ہوجاتی تھی، طالوت علیہ السلام ضعیف العمر تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام جوان تھے اور ماشاء اللہ چڑھتی جوانی تھی، جب دونوں حضرات نے جالوت کو دیکھا تو حضرت طالوت علیہ السلام نے فرمایا: "اسے مارنا بہت مشکل ہے" اور حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا "اسے مارنا تو بہت آسان ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے، میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا اور یہ تو جسامت کے اعتبار سے ویسے بھی بڑا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک پتھر جالوت کی پیشانی پر مارا اور ختم کرکے جالوت کو شکست دے دی۔

قوت ارادی جب انسان کی طرف سے مضبوط ہو تو حق تعالی شانہ بھی ایسے شخص کی مدد فرماتے ہیں، قوت ارادی انسان میں جب پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنا ہدف اور مقصد متعین کرلیتا ہے اور مقصد کے تعین کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں، ایک مثبت سوچ اور ایک قوت ارادی اور عزم مصمم، اگر منفی سوچ کو بنیاد بنا کر اپنا ہدف اور مقصد متعین کرے گا تو بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہوگا، مثبت سوچ اور فکر اور will Power (قوت ارادی) کے ذریعے ناممکن کام بھی ممکن بن جاتے ہیں۔

ایک جنگ میں مشہور بادشاہ تیمور لنگ کو شکست ہوگئی جس کی وجہ سے وہ انتہائی غمگین اور افسردہ تھا، اپنے لشکر سے دور ہٹ کر تنہائی میں پریشان بیٹھا تھا، وہاں اس کی نظر ایک چینوٹی پر پڑی جو گندم کا دانہ لے کر اوپر چڑھنے کی کوشش کررہی تھی، مگر اوپر جاکر گر جاتی، دوسری بار تیسری بار، غرضیکہ متعدد بار کوشش کرتی ہے مگر پھر گر جاتی ہے، اب تیمور لنگ کی اس چینوٹی پر نظریں جم گئیں، جو اتنی مرتبہ گرنے کے بعد بھی ہمت نہیں ہار رہی تھی، آخر کار کافی دیر بعد انتہائی محنت کے بعد دیوار پر چڑھنے میں کامیاب ہوگئی، اسے دیکھ کر تیمور لنگ کو جوش آگیا، اس واقعہ نے اس کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور یہ کہہ کر عزم مصمم کیا کہ ایک چھوٹی سی چینوٹی اگر امید کا دامن نہیں چھوڑتی تو آخر میں کیوں امید کا دامن چھوڑ بیٹھا ہوں۔ اس مرتبہ پھر تیمور لنگ نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور دشمن پر حملہ کردیا، چنانچہ اس حملے کے نتیجے میں اس بار اس کو حیرت انگیز طور پر کامیابی ملی، اس کوشش نے تیمور کو ہندوستان پر حکومت کرنے والا مغل بادشاہ بنادیا، جس کی وجہ سے اس کے خاندان نے ہندوستان پر عرصہ تک حکومت کی۔

Scanned with CamScanner

دو کاموں پر انسان کا اختیار

سلمان غازی

فرض کیجئے کہ کسی دو شخص نے تجارت شروع کی، دونوں صلاحیت میں یکساں ہیں، دونوں صحت، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے بھی یکسانیت رکھتے ہیں اور یہ دونوں دس دس لاکھ روپے سے ایک ہی تجارت شروع کرتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پانچ سال بعد ایک شخص انتہائی امیر ہو گیا جبکہ دوسرا شخص مقروض اور محتاج ہو گیا۔ اگر صلاحیت یا حالات انسان کی کامیابی کے ضامن ہوتے تو دونوں یکساں کامیابی حاصل کر لیتے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس دنیا میں جو بھی کام کرتے ہیں ان کے نتائج کا اختیار ہمارے پاس نہیں۔ اللہ تعالی اپنی مرضی اور صوابدید پر جسے جتنا چاہے دے دیتے ہیں۔ فرمایا گیا: إن اللـــه يــرزق من يشاء بغير حساب (اور بے شک اللہ عطا فرماتے ہیں جسے جتنا چاہتے ہیں) غور فرمائیں تو صرف تجارت ہی نہیں بلکہ ہر کام کے نتیجے میں ہمیں کہیں بھی کوئی اختیار نہیں اور ہم پوری طرح حق تعالی کی مرضی کے تابع ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ بظاہر اس دنیا میں صرف دو کام ایسے ہیں جس پر انسان کو مکمل اختیار دیا گیا ہے۔ وہ دو کام میں نیکی اور بدی صرف ان ہی دو کاموں پر انسان عمل اختیار رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دو کاموں میں سے انسان جس کا بھی ارادہ کرتا ہے حق تعالی اس کے لئے وہ راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔ فـأمـا مـن أعـطـى واتـقـى وصـدق بـالحسنى فسنيسره لليسرى . وأما من بخل واستغنى وكذب بالحسنى فسنيسره للعسرى ۔ تو جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور نافرمانی سے پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ جانا اس کو ہم آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے کے لئے سہولت دیں گے (واللیل)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ایک شہر یا قریے میں چور اچکے، بدمعاش اور بدکار لوگ رہتے ہیں اسی شہر میں ایسے ایمان والے اور نیک لوگ بھی رہتے ہیں جن کی نیکی کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ بعض کم فہم اسے تقدیر سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب کسی کی قسمت ہی میں لکھی گئی ہے تو وہ نیکی کی طرف کیسے آسکتا ہے اور جو نیک ہے اس کی قسمت ہی میں نیک بننا لکھا تھا اس لئے وہ نیک بن گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تقدیر کی جاہلانہ تعبیر ہے۔ حق تعالی نے انسان کو نیکی اور بدی پر مکمل اختیار دیا ہے اور اس دنیا میں انسان جو بھی اچھا یا برا کام کرتا ہے وہ اپنی رضا اور مرضی سے ہی کرتا ہے اس میں کسی قسم کی دراندازی نہیں کی جاتی جس کے نتیجے میں وہ نیک یا بد بن جاتا ہے۔ حق تعالی چونکہ علیم و خبیر ہیں، یہ مستقبل کی بات ان کے علم میں ہے کہ کون کیا کرنے والا ہے۔ گویا انسان نیکی یا بدی اپنے اختیار اور مرضی سے کرتا ہے جس پر کسی قسم کی پابندی حق تعالی کی طرف سے نہیں ہوتی، لیکن حق تعالی اس کا علم پہلے ہی رکھتے ہیں اور دراصل مستقبل کے اس علم کا نام ہی تقدیر ہے۔ گویا کوئی بھی شخص اس وجہ سے نیکی یا بدی نہیں کرتا کہ اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے بلکہ اس کا عمل اللہ تبارک تعالی کے علم میں پہلے ہی سے موجود ہے کہ وہ کس راہ پر چلنے والا ہے۔ غلط کاری کی سزا بھی اسی دنیا میں انسان کو مل جاتی ہے اور بھی آخرت تک کے لئے موخر کر دی جاتی ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ بھی اللہ تبارک تعالی کا احسان ہے کیونکہ اگر اس دنیا میں سزا مل گئی تو اس کا امکان ہے کہ وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے، الا یہ کہ جرم ہی اتنا شنیع ہو کہ دونوں جہانوں میں وہ سزا کا مستحق ہو جائے۔ بعض گناہ تو محض وضو اور نماز سے ہی معاف ہو جاتے ہیں (بخاری مسلم) یا نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، جیسا کہ فرمایا گیا: وَمَـــنْ يَـعْـمَـلْ سُوئًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا، جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے اور پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔ (نساء ۴۔ ۱۱۰)

فـإن الله لا يضيع أجر المحسنين (ھود۔ ۱۱۔ ۱۱۵) یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ عنایت کیا ہو گی کہ کلام اللہ میں جہاں عذاب کی وعید ہے وہیں یہ بھی فرمایا گیا۔

إِلَّا مَـن تَـابَ وَءَامَـنَ وَعَـمِـلَ عَـمَلًا صَـلِحًـا فَأُوْلَـئِكَ يُـبَـدِّلُ اللَّهُ سَيِّاتِهِمْ حَسَنَتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيــمًـــا۔ سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالی نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالی بخشنے والے اور مہربانی کرنے والے ہیں (فرقان۔ ۲۵۔ ۷۰)۔

ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں شبہ ہو کہ جس طرح نیکی پر چلنے والے انسان کو راستی سے بھٹکانے کے لئے شیاطین موجود ہیں اسی طرح بدی کی راہ پر چلنے والوں کو برائی سے روکنے کا نظم کیوں نہیں حق تعالی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں تو انہیں اس پر بھی اختیار ہے کہ وہ انسان کو برائی سے روک دیں۔ دراصل انسان اپنے اختیار کو استعمال کر کے جب برائی کے راستے پر جان بوجھ کو چلتا ہے تو حق تعالی اسے ڈھیل دے دیتے ہیں۔ فرمایا گیا: وذرنـــي والـمـكـذبـيـن أولـى الـنـعـمـة ومهلهم قـلـيـلا (مزمل۔ ۷۳۔ ۱۱) مجھے اور جھوٹے کافر کو (آپس میں نمٹنے کے لئے چھوڑ دیجئے اور ان کو تھوڑی مہلت بھی دیدیجئے۔ اللہ تبارک تعالی کے لئے یہ کام مشکل نہیں کہ وہ ایسی مخلوق پیدا فرما دیں جن میں گناہ کا تصور ہی نہ ہو جیسے فرشتے موجود ہیں کہ صرف اللہ کے احکامات پر پیروی کرتے ہیں، گناہ کا شائبہ بھی ان کے قلوب میں نہیں آتا۔ لیکن حق تعالی کی بالغ حکمت نے جب انسان کو اس دنیا میں نیابت بخشی تو اس کے ساتھ اس کا مقصد حیات بھی بتا دیا گیا۔ وما خلقت الجن والإنس إلا ليـعـبـدون ۔ ہم نے جن و انسان کو پیدا ہی اس لئے فرمایا ہے کہ وہ ہماری بندگی کریں۔ (الذاریات ۵۱۔ ۵۶) یہی نہیں بلکہ انسان جیسی مخلوق کیوں تخلیق فرمائی اس کا مقصد بھی واضح کر دیا گیا۔ فرمایا: الَّذِى خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَـــنُ عَـمَلًا ۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمالے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔ (الملک ۶۷۔ ۴) جب تخلیق کا مقصد ہی یہ جاننا ہو کہ مخلوق میں کون اچھے اعمال کرتا ہے تو پھر یہ دنیا اس مخلوق کا امتحان گاہ ٹھہری۔ امتحان گاہ میں اگر کوئی غلطی کرتا ہے اور امتحان لینے والا جانتا ہے کہ وہ غلطی کر رہا ہے تب بھی وہ طالب علم کو ٹوک کر صحیح بات نہیں بتاتا کیونکہ اس سے امتحان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، بلکہ اسے صحیح کام کرنے یا غلطی کرنے کا ایک طرح سے اختیار دے دیا جاتا ہے اور پھر اس کا فیصلہ امتحان کے مکمل ہونے کے بعد ممتحن کرتا ہے کہ کس نے کتنا صحیح یا غلط کیا، یا کون کامیاب یا ناکام ہوا۔ بالکل اسی طرح اس دنیا میں بھی یہی حکمت کارفرما نظر آتی ہے کہ انسان کو نیکی یا بدی کرنے کا اختیار دے دیا گیا اب وہ اپنی مرضی سے جو راہ چاہے اختیار کرے اور پھر اس امتحان میں کامیابی حاصل کرے یا ناکامی سے دوچار ہو۔ اس لئے کلام اللہ میں وضاحت فرما دی گئی: مـن عـمـل صالحا فلنفسه ومن أساء فعليها وما ربک بظلام للعبيد جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (فصلت۔ ۴۱۔ ۴۶)

معاشرہ کا بگاڑ اور خواتین کی ذمہ داریاں

مفتی آصف انجم ملی ندوی

انسان ایک تمدنی اور معاشرتی مخلوق ہے، ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا، باہم لین دین کرنا، آپس میں برتاؤ اور اخلاق کے مظاہرے کرنا یہ سب انسانی معاشرہ کے لازمی اجزاء ہیں، بہتر باہمی برتاؤ اور معاملات کا مظاہرہ کرنا معاشرہ کے ہر فرد پر ضروری ہے، انسانی معاشرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مختلف نوع کے افراد پر مشتمل ہوتا ہے، اس معاشرہ میں مرد اور عورت دو اہم کردار ہیں، ان ہی دو افراد سے پورے خاندان کی تشکیل عمل میں آتی ہے، پھر خاندان سے قبیلہ، قبیلہ سے محلہ اور گاؤں اور شہر آباد ہوتے ہیں، انسانوں کی اس آبادی کو 'معاشرہ'' کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس معاشرہ میں ایک مرد کی حیثیت بیک وقت باپ، بیٹا، بھائی اور شوہر وغیرہ کی ہوتی ہے تو دوسری طرف عورت نہایت شاندار اور قابل قدر حیثیتوں کی مالک ہوتی ہے، عورت انسانی معاشرہ کا مرکزی اور سب سے زیادہ قابل احترام کردار ہے، سارا معاشرہ اسی محور کے ارد گرد گھومتا نظر آتا ہے، ممتا اور پیار و محبت سے بھرے ماں کے آنچل کی ٹھنڈی ہوا، ان کے پاکیزہ رشتہ بیٹی کے ایثار و خلوص اور بیوی کی اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری کی کوئی بھی مثال دنیا میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ عورت کو انسانی معاشرہ میں جو احترام اور اکرام حاصل ہے اس کی بنیاد پر ایک خاتون اپنی ہر حیثیت کے ساتھ معاشرہ کی حفاظت و اصلاح اور اس کو بہتر سے بہتر بنانے میں سب سے زیادہ بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے، ماں کی حیثیت سے وہ نونہالان قوم و ملت کی بہترین اور قابل قدر تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے سکتی ہے، ایک بیٹی کی صورت میں وہ اپنے خاندان کی عزت و ناموس کی محافظ بن سکتی ہے، ایک بہن کے روپ میں وہ اپنے خاندان و قبیلہ کے جوانمردوں اور بزرگوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے عزم و ارادوں استحکام و تقویت پہنچانے کا عظیم الشان کارنامہ انجام دے سکتی ہے اور ایک وفادار بیوی ہونے کی حیثیت سے عورت اپنے شوہر کے مال، اس کی عزت و آبرو اور اس کی اولاد کی نگہداشت کے ساتھ ساتھ خود کو ایک مثالی خاندان کی تعمیر و تشکیل میں بہترین شریک (Partner) ثابت کر سکتی ہے۔ انسانی معاشرہ میں مرد کی حیثیت اپنے گھر میں اگر ''قوام''یعنی نظم (Director) کی ہے تو وہیں عورت کی حیثیت میں ہے کہ اپنی قوت نافذہ کو بروئے کار لاتے ہوئے تدبیر منزل اور گھر گرہستی کے بہتر نظم و نسق کے متعلق اپنے شوہر کے احکام و اوامر کو اپنے گھر میں نافذ کرے۔ ایک خاتون کو حاصل مذکورہ مختلف حیثیتیں اور اختیارات درحقیقت اس کے پاس ایک امانت اور عہد ہے، جس کی پاسداری اور وفا شعاری اس پر فرض ہے، ہر خاتون اپنی ان ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دے تو یقین کامل کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو معاشرہ وجود میں آئے گا وہ ایک صاف ستھرا معاشرہ ہوگا، برائیوں اور فسادات سے پاک معاشرہ! جس میں لوگوں کو اپنے خالق و مالک سے آشنا و مانوس ہوں گے، اپنی حقیقت کو جانتے پہچانتے ہوں گے، اس معاشرہ میں کوئی کسی کی حق تلفی نہیں کرے گا، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہوگی، اگر کوئی صاحب فضل ہوگا تو وہ اس بناء پر فضیلت کا حامل ہوگا کہ وہ اپنے مالک کا حق اور اپنے ماں باپ، بھائی بہنوں، قریب اور دور کے تمام رشتہ داروں، پڑوسیوں اور اس روئے زمین پر رہنے بسنے والے انسانوں کے حقوق کو پورے اہتمام سے ادا کرتا ہے، وہ مظلوم کی حمایت و نصرت کرتا ہے اور ظالم کو ظلم سے روک دیتا ہے۔ انسانی معاشرہ سے تعلق رکھنے والی ہر خاتون اگر اپنی ذمہ داریوں کو جانے، سمجھے بوجھے اور ان ذمہ داریوں کو ایک اہم امانت مان کر صدق دل سے اسے ادا کرے تو معاشرہ میں پھیلا ہوا بگاڑ خواہ وہ انسانوں کے ظاہر سے تعلق رکھتا ہو یا باطن سے، معاملات کی قبیل سے ہو یا اخلاق اور حکومت و سیاست سے، انفرادی ہو یا اجتماعی، عائلی مسائل سے جڑا ہوا ہو یا قومی و ملی مسائل سے، سب جھگڑا فساد اور بگاڑ ضرور مٹ جائے گا۔ یہ کوئی خیالی اور افسانوی باتیں نہیں ہیں، ہمارے سامنے صدق و صفا، وفائے عہد، امانت و دیانت، صلہ رحمی و حسن سلوک، اخلاق کریمانہ، عدل و انصاف، استغناء و قناعت، قربانی و ایثار، مساوات و بھائی چارہ الفت و محبت، تقوی و توکل تشکر و احسان شناسی، صبر و تحمل جیسی خوبیوں سے بھرپور معاشرہ کا ایک بہترین نمونہ موجود ہے، جس میں جھوٹ، خیانت، چوری، بد دیانتی ظلم و ناانصافی کفران نعمت، بے صبری، عدم تحمل، بغض و نفرت اور دشمنی و عداوت، حرص و ہوس، تعصب و جاہلی حمیت، حق تلفی اور وعدہ خلافی و بیوفائی، بے حیائی و عریانیت جیسی کسی بھی برائی کا گذر نہیں تھا، انسانی تہذیب و تمدن کی طویل تاریخ میں اس ''مثالی معاشرہ' کی کوئی دوسری مثال نہیں پیش کی جاسکتی، یہ معاشرہ وہ تھا جو آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل عرب کی سرزمین پر وجود میں آیا تھا، واقعہ یہ ہے کہ اس معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی زبردست حصہ لیا، مختصر یہ کہ کسی بھی معاشرہ کی تعمیر تشکیل میں اور اس کو سنوارنے میں خواتین قابل ذکر اور لائق ستائش حصہ لے سکتی ہیں اور انہیں پوری ہمت و حوصلہ کے ساتھ اپنی عظیم الشان ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہئے۔

اعـــلان مفقـود الخبـــری

معاملہ نمبر ۶۵/۹۶۷/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی)

خدیجہ خاتون بنت محمد صدیق انصاری ساکن بسیلہ ڈاک خانہ وتھانہ نگڑی ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔ فریق اول

بنام

عبد المجید ولد مسلم انصاری ساکن وڈاک خانہ باجپور ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ رانچی میں عرصہ پانچ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ نیز دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کی درخواست داخل کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ سماعت ۲۹/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲/اپریل ۲۰۲۲ء روز سنیچر کو خود مع گواہان و ثبوت بوقت نو بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح ہو کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

طب وصحت

موسم کی تبدیلی-صحت مند کیسے رہیں؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر موسم اپنے اندر ایک جاذبیت اور انفرادیت رکھتا ہے۔ ہر ماحول اور ہر موسم کے تقاضے جدا جدا ہوتے ہیں۔ موسم کی مناسبت سے انسانی بدن کی فطری، طبعی اور مادی ضروریات بھی بدلتی رہتی ہیں۔

خوراک، لباس، طرزِ رہن وسہن اور بود و باش کے تقاضے بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ موسمِ سرما کے بعد فصلِ بہار جبکہ بہار کے بعد گرمی کے موسم کا یکا یک آغاز ہوتا ہے تو بدنِ انسانی فطری طور پر ردِ عمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

چونکہ سردی کے موسم میں ہم مرغن غذا، گرم لباس اور قدرے زیادہ درجہ حرارت کے خواہاں ہوتے ہیں جبکہ موسمِ گرما کے دوران ہلکی پھلکی غذا، سادہ اور نرم لباس اور ٹھنڈی آب وہوا کے متقاضی ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ گرمی سے سردی اور سردی سے گرمی کی آمد کا درمیانی عرصہ جسمِ انسانی کے لیے کافی پیچیدگیاں لیے ہوتا ہے۔ دن کے وقت دھوپ میں شدت کی وجہ سے بدن میں ایک عجیب سی تلخی، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

رات کو نمی اور خنکی کی زیادتی ہونے کے باعث نزلہ، زکام اور فلو جیسے عوارض اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ نہ گرم لباس بھاتا ہے اور نہ ہی نرم وسادہ کپڑے راس آتے ہیں۔ مرغن غذائیں تلخی کا سبب بنتی ہیں تو ہلکی پھلکی خوراک سے جسمانی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں۔

ایسے میں انسان ماحولیاتی عدم توازن اور موسمی ناموافقت کے اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ موسمی تبدیلی کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی جسمانی ضروریات اور موسمی تقاضوں کے مابین توازن پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

یکسر طور پر گرم لباس کو نظر انداز کرنے کی بجائے بتدریج اس میں کمی کریں۔ یکا یک نمی اور ٹھنڈک کی طرف مائل نہ ہوں جیسے پنکھوں کی ہوا، ٹھنڈے پانی اور ہلکے پھلکے کپڑوں کا استعمال بھی اپریل، مئی سے پہلے نہیں کیا جانا چاہیے۔

یہ الگ بات ہے کہ مارچ کی مرطوب ہوا بڑی دل افروز اور مسحور کن اثرات لیے ہوتی ہے مگر صحت پر اس کے اثرات اچھے مرتب نہیں ہوتے۔ صبح اور شام کے اوقات میں خصوصی طور پر اس ہوا کی نمی اور خنکی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔

اسی طرح سرد پانی بھی بدن پر تسکین کا باعث بنتا ہے لیکن مکمل طور پر جسمانی درجہ حرارت متوازن نہ ہونے کی وجہ سے بخار، جسمانی ٹوٹ پھوٹ اور تھکاوٹ جیسے عوارض کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ باقاعدہ گرمی کے شروع ہونے تک نیم گرم پانی سے ہی غسل کیا جائے۔

موسم کی تبدیلی کے زیرِ اثر جن جسمانی مسائل سے پالا پڑ سکتا ہے ان کی مختصراً تفصیل کچھ یوں ہے: نزلہ، زکام، ورمِ حلق، موسمی بخار، کھانسی، الرجی اور معدے وانتڑیوں کی خرابی آپ کی صحت خراب کر کے زندگی میں الجھن کا سبب بن سکتی ہے۔

ان میں نزلہ، زکام اور فلو کثرت سے ظاہر ہونے والے امراض ہیں جن کے حملے سے کوئی خوش نصیب ہی بچ پاتا ہے۔ آج کل تو یہ وبائی اور وائرل بیماری کے طور پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ وائرس اور وبا کے اثرات سے مضبوط قوت مدافعت کے حاملین کے سوا کوئی نہیں بچ سکتا۔

وبائی اور موسمی اثرات سے محفوظ رہنے میں بدن کی قوتِ مدافعت کی مضبوطی اور جسم کے قدرتی دفاعی نظام کا مکمل طور پر سرگرمِ عمل ہونا بنیادی کردار و اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ رواں موسم کو دیسی زبان میں "کچا پکا" موسم بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس موسم میں جسم پر ہر وقت تھکاوٹ اور سستی سی چھائی رہتی ہے۔

سر بھاری اور آنکھیں بوجھل ہو کر کسی کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہمہ وقت لیٹے رہنے کو دل کرتا ہے۔ اس طرح کی کیفیت میں بچے اور بوڑھے جوانوں کی نسبت زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جوانوں کی نسبت بچوں اور بوڑھوں کی قوتِ مدافعت قدرے کمزور ہوتی ہے۔

یوں "بچپن اور پچپن میں کوئی فرق نہیں ہوتا" کے پیش نظر بچوں اور بوڑھوں کو ممکنہ حد تک زیادہ احتیاط اور بہتر نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دورانِ مطب یہ امر سامنے آیا ہے کہ زیادہ تر بخار، کھانسی اور زکام کی علامات ظاہر ہونے کی ایک بڑی وجہ ورمِ حلق ہوتی ہے۔

حلق کی نالیاں چونکہ حساس اور نرم ونازک ساخت کی بنی ہوتی ہیں ویسے بھی انہیں گرم، سرد، ترشی اور چکنی اشیاء سے سب سے پہلے پالا پڑتا ہے۔ یوں وہ ذراسی بے احتیاطی سے ہی متورم ہو کر جسمانی درجہ حرارت میں اضافے اور نزلہ وزکام کے حملے کا باعث بن جاتی ہیں۔

غذائی پرہیز

گرم، محرک، مرغن اور تلی ہوئی اشیاء سے احتراز برتیں۔ بڑا گوشت، بینگن، دال مسور، ضرورت سے زائد چائے، کافی، قہوہ وغیرہ سے بھی اجتناب کریں۔ کولا مشروبات، بیکری مصنوعات، چاول، چکنائیاں، چوکلیٹ، مٹھائیاں اور تیز مصالحہ جات والی غذاؤں سے مکمل پرہیز کیا جائے۔

ہاں! البتہ دیسی چوزے کی یخنی نما شوربہ، چربی سے صاف کیے گئے بکرے کے گوشت کی تری اور چنوں کا شوربہ زکام اور نزلے سے جلد جان چھڑانے میں خاطر خواہ حد تک ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔ دورانِ بیماری ہلکی پھلکی غذائیں کھائیں کھچڑی، جو کا یا گندم کا دلیا استعمال کریں تو بہت ہی مناسب ہوگا۔ اس کے علاوہ پھلوں کے رس وغیرہ یا پھلوں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔ ملاوٹ سے پاک خوردنی اشیاء کھائی جائیں۔

داناؤں کے اِس قول "گرم نہاؤ اور ٹھنڈا کھاؤ، کبھی حکیم کے پاس نہ جاؤ" پر مکمل طور پر عمل کیا جائے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ مکمل طور پر صحت مند زندگی سے لطف اٹھانے والے بن جائیں گے۔ جسم کو چوکس و چوبند رکھنے کے لیے ادرک والی چائے صبح و شام ضرور استعمال کریں۔ بلغم ہونے کی صورت میں سادہ دودھ پینے سے احتراز برتیں۔

سائیکل یا موٹر سائیکل چلاتے وقت مکمل گرمی کا موسم آنے تک گرم کپڑے کا استعمال جاری رکھیں بالخصوص صبح اور بعد از عصر اس کا اہتمام ضرور کریں۔

دھیان رہے کہ غذا و پرہیز اور گھریلو تراکیب آزمانے کے باوجود علامات برقرار رہیں تو کسی ماہر معالج سے مشاورت کر کے جلد از جلد بیماری سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ نے ذراسی بھی کوتاہی کا مظاہرہ کیا تو خدانخواستہ مرض میں بگاڑ پیدا ہو کر آپ کے لیے مزید مسائل کا باعث بن سکتا ہے۔

هفتۂ رفتـــہ

راشد العزیزی ندوی

سپریم کورٹ ہولی کے بعد حجاب تنازعہ کی سماعت کرے گی

سپریم کورٹ نے 'حجاب پر کرناٹک ہائی کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کرنے والی عرضی کی فوری سماعت کرنے کی درخواست کو مسترد کر دیا اور اسے ہولی کے بعد اس پر غور کرنے کا اشارہ دیا چیف جسٹس این وی رمن کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے کہا کہ ہولی کے بعد اس غور کیا جائے گا۔ سینئر وکیل سنجے ہیگڑے نے اس معاملے کو فوری قرار دیا اور خصوصی ذکر کے دوران فوری سماعت کی مانگ کی۔ چیف جسٹس نے کہا کہ اس معاملے میں مسٹر ہیگڑے اور دیگر کی درخواست پر ہولی کے بعد سماعت کی جائے گی۔ اسکولوں میں حجاب پہننے پر پابندی کو جاری رکھنے کے کرناٹک ہائی کورٹ کے فیصلے کے چند گھنٹے بعد اسے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ عیبا ناز نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف ایڈووکیٹ انس تنویر کے توسط سے سپریم کورٹ سے رجوع کیا تھا۔ عرضی گزار نے اپنی درخواست میں کرناٹک ایجوکیشن ایکٹ 1983 اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کا حوالہ دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ طلبہ کے لیے کسی بھی طرح سے لازمی یونیفارم کا کوئی التزام نہیں ہے۔ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ حجاب پہننا اسلام کا لازمی حصہ نہیں ہے۔ یونیفارم کا تعین آئینی ہے اور طلباء اس پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ عدالت میں دائر درخواست میں ریاستی حکومت کی طرف سے کرناٹک ایجوکیشن ایکٹ کے تحت 5 فروری 2022 کے حکم کی صداقت پر سوال اٹھایا گیا ہے۔ درخواست میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ ہدایت مذہبی اقلیتوں اور خاص طور پر اسلامی عقیدے کی مسلم خواتین کی پیروکاروں، جو حجاب پہنتی ہیں، کا مذاق اڑانے اور ان پر حملہ کرنے کے ارادے سے جاری کیا گیا تھا۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ حجاب پہننے کا حق آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت محفوظ ہے

نظام الدین مرکز دوبارہ کھولنے کی اجازت

دہلی ہائی کورٹ نے بستی حضرت نظام الدینؒ میں واقع تبلیغی مرکز کی چار منزلہ مسجد کو دوبارہ کھولنے کی اجازت دے دی، جو کرونا کے بہانے دو سال سے بند تھی، نیز مسجد میں آنے والے مصلیان کرام کی تعداد پر سے بھی پابندی ہٹا دی گئی ہے۔ بستی نظام الدینؒ واقع تبلیغی مرکز کو مارچ 2020 میں کرونا کی پہلی لہر کے درمیان مبینہ کرونا کی آڑ میں بند کر دیا گیا تھا۔ اِس سال 15 مارچ کو دہلی پولیس نے شب برات کے تہوار کے پیش نظر دہلی وقف بورڈ کی درخواست پر عمارت کو نماز کے لیے دوبارہ کھولنے کی اجازت دی تھی۔ وقف بورڈ کی درخواست کو اجازت دیتے ہوئے نظام الدین کے ایس ایچ او نے کچھ شرائط عائد کی تھیں، جن میں سے ایک میں مصلیان کرام کی تعداد کو 100 سے کم تک محدود کرنا بھی شامل ہے۔ جسٹس منوج کمار اوہری نے مصلیان کرام کی تعداد کو محدود کرنے کی وجہ پر سوال کیا اور کہا کہ یہ کس کا کام تھا؟ کیا لوگوں کی تعداد پر کوئی پابندی ہے؟ تعداد کی پابندی کا حکم کہاں ہے؟ مصلیان کرام نے کہا کہ وہ کووِڈ پروٹوکول کو برقرار رکھیں گے، تو یہ ٹھیک ہے۔ اسے مصلیان کرام کی صوابدید پر چھوڑ دینا چاہیے۔

بگہا کالج میں 25 کروڑ کا گھوٹالہ

بہار کے بگہا میں واقع پنڈت اوماشنکر تیواری مہیلا مہاودیالیہ میں 25 کروڑ روپے کے غبن کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ اس معاملہ میں بھیم راؤ امبیڈکر بہار یونیورسٹی مظفر پور کے وائس چانسلر، رجسٹرار سمیت 11 لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کیا گیا ہے۔ یہ ایف آئی آر بگہا نگر پولیس اسٹیشن میں بگہا کے لوور کورٹ کے چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے حکم پر درج کی گئی ہے۔ جسٹس کی عدالت میں پروفیسر اروند ناتھ تیواری نے اس سلسلے میں 5 اکتوبر 2021 کو شکایت درج کرائی تھی۔ اس کی سماعت کرتے ہوئے عدالت نے بگہا نگر پولیس اسٹیشن کو 28 فروری 2022 کو ایف آئی آر درج کرنے کا حکم دیا تھا۔ خیال رہے کہ پنڈت اوماشنکر تیواری مہیلا مہاودیالیہ کے شعبہ تاریخ کے ایچ اوڈی پروفیسر اروند ناتھ تیواری نے یونیورسٹی انتظامیہ سے اساتذہ اور غیر تدریسی عملے کے معاوضے کی عدم ادائیگی کی شکایت کی تھی۔ یونیورسٹی انتظامیہ کی جانب سے انصاف نہ ملنے پر عدالت سے رجوع کیا ہے۔ 4 ماہ تک شکایت کا جائزہ لینے کے بعد عدالت نے ایف آئی آر درج کرنے کا حکم دیا۔

آسام میں مسلمانوں کو اقلیت میں شمار نہیں کیا جا سکتا: ہیمنت بسوا سرما

آسام کے وزیر اعلیٰ ہمنت بسوا سرما نے ایک بیان میں کہا ہے کہ آسام میں 35 فیصد مسلمان ہیں اور انہیں اب 'اقلیت' میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آسام قانون ساز اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے دوران وزیر اعلیٰ ہمنت بسوا سرما نے کہا کہ مسلم کمیونٹی کے لوگ اپوزیشن میں لیڈر ہیں، وہ ایم ایل اے ہیں اور ان کے پاس یکساں مواقع اور طاقت ہے۔ وزیر اعلیٰ نے مزید کہا کہ طاقت ذمہ داری کے ساتھ آتی ہے اور چونکہ آسام کی آبادی میں 35 فیصد مسلمان ہیں۔ اس لیے یہاں اقلیتوں کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے۔ آسام کے لوگ خوف میں مبتلا ہیں۔ انہیں ڈر ہے کہ کہیں ان کی ثقافت اور تہذیب کو مزید نقصان نہ پہنچے۔ سرما نے کہا کہ اب مسلمانوں کو ثقافت کے تحفظ کی بات کرنی چاہیے۔ کیونکہ اب ان کی آبادی ہم سے زیادہ ہے۔ دس سال پہلے تک ہم اقلیت میں نہیں تھے، لیکن اب ہم اقلیت میں شامل ہو گئے ہیں۔

Volume:62/72,Issue:12 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

اس کی مرضی وہ جسے پاس بٹھالے اپنے
اس پہ کیا لڑنا فلاں میری جگہ بیٹھ گیا
(تہذیب حافی)

جارحانہ ہندتوا کی جیت

معصوم مرادآبادی

اسمبلی انتخابات کے نتائج نے ان حلقوں میں مایوسی کی لہر دوڑادی ہے جو تبدیلی کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ بالخصوص یوپی اور اتراکھنڈ میں بی جے پی کی واپسی پر سیکولر حلقوں میں غم کا ماحول ہے۔ اضطراب اور بے چینی کی ایسی لہر ہے جسے پوری طرح لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ انتخابی نتائج کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہندتوا کی جارحانہ سیاست نے عوام کے ذہنوں پر اپنا تسلط قائم کرلیا ہے اور وہ ملک کے وسیع تر مفاد میں سوچنے کی طاقت کھو چکے ہیں۔ اترپردیش ملک کی سب سے بڑی ریاست ہے اور کہا جاتا ہے کہ دہلی کی گدی کا راستہ لکھنؤ سے ہوکر گزرتا ہے۔ اسی لیے یہاں کی ہر سیاسی سرگرمی پر پوری دنیا کی نگاہ ہوتی ہے۔ یوں تو اس بار پانچ صوبوں میں چناؤ ہو رہے تھے، لیکن سب کی نگاہ اترپردیش پر ہی مرکوز تھی۔ عام خیال یہ تھا کہ اگر بی جے پی اترپردیش کا چناؤ ہار گئی تو پھر اس کے لیے 2024 کا چناؤ جیتنا مشکل ہو جائے گا اور ملک میں تبدیلی کی لہر آجائے گی۔ اسی لیے سیکولر حلقوں کی کوشش یہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح یوپی میں بی جے پی کے قدموں کو روک کر مستقبل کی منصوبہ بندی کی جائے، لیکن یہ کوشش ناکام ہوئی اور بی جے پی ایک بار پھر یوپی کے اقتدار پر قابض ہوگئی۔ اس کے ساتھ وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے لئے 2024 کی راہ آسان ہونے کا اشارہ بھی دیا۔

ان نتائج سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ملک میں اب سیکولر سیاست کی جگہ محدود ہوگئی ہے۔ تاہم اطمینان بخش بات یہ ہے کہ یوپی میں سماجوادی پارٹی اس بار ایک مضبوط اپوزیشن کے طور پر ابھری ہے اور اس کی نشستوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ 2017 کے مقابلے اس کی سیٹیں ڈھائی گنا بڑھ گئی ہیں۔ سماجوادی پارٹی کی کامیابی میں مسلم ووٹ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری اطمینان بخش بات یہ ہے کہ جس مسلم ووٹ بینک کو ختم کرنے کا بی جے پی نے دعویٰ کیا تھا، وہ ایک بار پھر یوپی کی سیاست کے محور میں آگیا ہے۔ اس مرتبہ مسلم ممبران اسمبلی کی تعداد میں دس کا اضافہ درج ہوا ہے۔ پچھلے الیکشن میں مسلم ممبران کی تعداد 23 تک سمٹ گئی تھی، جو اب بڑھ کر 36 ہوگئی ہے۔ کئی حلقوں میں سماجوادی پارٹی کے مسلم امیدواروں نے بی جے پی کو دھول چٹائی ہے۔

سبھی کو معلوم ہے کہ سنگھ پریوار نے اترپردیش کو ہی سب سے پہلے اپنی فرقہ وارانہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا۔ 90 کی دہائی میں جب یہاں رام جنم بھومی مکتی آندولن شروع کیا گیا تو ماحول پوری طرح 'شانت' تھا، لیکن جیسے جیسے بابری مسجد کے خلاف زہرافشانی شروع ہوئی تو ماحول پراگندہ ہوتا چلا گیا اور اس کے نتیجے میں بی جے پی کو اترپردیش کی کرسی ملی۔ کانگریس یہاں سے صاف ہوگئی اور اس کا ووٹ سماجوادی پارٹی اور بی ایس پی میں منتقل ہوگیا۔ آج اترپردیش میں کانگریس کا کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ حد تو یہ ہے کہ دلت ووٹوں کی واحد ٹھیکیدار مایاوتی بھی حاشیہ پر پہنچ گئی ہیں۔ نتائج کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مایاوتی نے اپنا ووٹ بی جے پی کو منتقل کرادیا ہے اور یہ کام کسی بڑی حکمت عملی کے تحت کیا گیا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ مایاوتی نے اپنی بدترین شکست کا ٹھیکرا ان مسلمانوں کے سر پھوڑا ہے، جنھیں کبھی انھوں نے اہمیت نہیں دی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یوپی میں یوگی سرکار کے خلاف عوام میں زبردست ناراضگی تھی اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس بار عوام یوگی کا تختہ پلٹ کر اترپردیش کی کمان سماجوادی پارٹی کو سونپ دیں گے، لیکن یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ سماجوادی پارٹی کی سیٹوں میں خاصا اضافہ تو ہوا لیکن وہ اکثریت تک نہیں پہنچ پائی۔ 2012 کے اسمبلی چناؤ کی طرح اس بار بھی مسلمانوں نے اپنا سارا ووٹ اس کی جھولی میں ڈال دیا۔ حالانکہ پوری انتخابی مہم کے دوران اکھلیش یادو نے مسلمانوں سے 'دوگز کی دوری' بنائے رکھی اور ان کی کسی میٹنگ یا روڈ شو میں مسلمان نام کی کوئی چڑیا بھی ان کے ساتھ نظر نہیں آئی۔ ان کا خیال تھا کہ اگر وہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ رکھیں گے تو بی جے پی ان پر مسلمانوں کی منہ بھرائی کا الزام لگائے گی۔ حالانکہ وہ اس الزام سے خود کو بچا نہیں پائے اور مرکزی وزیرداخلہ امت شاہ نے متعدد ریلیوں میں ہندوؤں کو یہ خوف دلایا کہ اگر سماجوادی پارٹی اقتدار میں آئی تو طاقت کا توازن اعظم خاں، ناہید حسن اور مختار انصاری کے پاس ہوگا۔ وہ ایسا تاثر دینا چاہتے تھے کہ 25 کروڑ کی آبادی والے اس عظیم صوبے میں یہی تین دانندار ہیں۔ ظاہر ہے یہ برادران وطن کے ذہنوں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش تھی، جس میں بی جے پی کامیاب ہوگئی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ امت شاہ کے اس منفی پروپیگنڈے کے باوجود اعظم خاں اور ناہید حسن نے جیل میں رہتے ہوئے زبردست کامیابی حاصل کی اور مختار انصاری کا بیٹا بھی کامیاب ہوا۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ مغربی یوپی میں کسانوں کا اتحاد توڑنے کے لیے بی جے پی نے مظفرنگر اور کیرانہ کا جو موضوع اچھالا تھا، اس کا الٹا ہی اثر ہوا۔ ایک طرف جہاں کیرانہ میں 'پلائن' کا موضوع اچھالنے والے بی جے پی لیڈر آنجہانی حکم سنگھ کی بیٹی کیرانہ سے ناہید حسن کے ہاتھوں شکست کھاگئی تو وہیں مظفرنگر فساد کے کلیدی ملزمان میں شامل بی جے پی کے تین ممبران اسمبلی سریش رانا، سنگیت سوم اور امیش ملک شکست فاش سے دوچار ہوئے۔ دو بار کے ایم ایل اے سنگیت سوم کو سردھنہ حلقے میں سماجوادی پارٹی کے امیدوار اتل پردھان نے 18 ہزار ووٹوں سے شکست دی۔ جبکہ دوسری طرف یوگی سرکار کے وزیر اور مظفرنگر فساد کے ملزم سریش رانا کو تھانہ بھون سیٹ سے آر ایل ڈی کے اشرف علی خان نے شکست فاش سے دوچار کردیا۔ فساد کے ایک اور ملزم امیش ملک کو بڈھانہ حلقہ میں آر ایل ڈی امیدوار راج پال بالیان نے شکست دی۔ یہ وہ حلقے ہیں جہاں امت شاہ نے عوام کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقسیم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ یہاں تک کہ انھوں نے 650 برس پہلے ہونے والے جاٹوں اور مغلوں کے کسی معرکے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ جس طرح جاٹوں نے مغلوں سے لوہا لیا تھا، اس طرح ہم بھی لے رہے ہیں۔

اگر آپ اترپردیش میں بی جے پی کی انتخابی مہم کا سرسری جائزہ لیں تو اس نتیجے پر پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی کہ یہ مہم پوری طرح فرقہ وارانہ موضوعات پر مبنی تھی۔ امت شاہ نے بارہا ایسے بیانات دیئے جو بطور وزیرداخلہ انھیں زیب نہیں دیتے تھے۔ الیکشن کے میدان میں وہ اس حقیقت کو فراموش کرچکے تھے کہ ان کے کاندھوں پر ملک کی اندرونی سلامتی کی ذمہ داری بھی ہے۔ بی جے پی لیڈروں کی سب سے بڑی شناخت یہی ہے کہ وہ الیکشن کے میدان میں یہ بھول جاتے ہیں کہ انھوں نے وزارت کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے پہلے کسی بھی فرد کے ساتھ بھید بھاؤ نہ کرنے کا حلف اٹھایا ہے اور آئین کی پاسداری کی قسم کھائی ہے۔

حالیہ اسمبلی انتخابات کے نتائج میں دو ایسی باتیں ضرور ہوئی ہیں، جنھوں نے سبھی کو چونکا دیا ہے۔ ان میں پہلی یہ ہے کہ بہوجن سماج پارٹی اس الیکشن میں پوری طرح صاف ہوگئی ہے۔ چار مرتبہ اترپردیش کی وزیراعلیٰ رہ چکی بہن جی کو اس الیکشن میں رائے دہندگان نے پوری طرح مسترد کردیا ہے۔ حالانکہ 2019 کے عام انتخابات میں ان کی پارٹی نے لوک سبھا کی دس نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی، لیکن اس بار ان کا کھاتہ بھی نہیں کھل سکا۔ انھوں نے سب سے زیادہ 88 مسلم امیدوار یہ سوچ کر میدان میں اتارے تھے کہ مسلمان ان کی جھولی ووٹوں سے بھردیں گے، مگر الیکشن کے دوران بی جے پی کی طرف ان کا جھکاؤ دیکھ کر لوگ سنبھل گئے تھے۔ دوسری اچنبھے والی بات یہ ہے کہ عام آدمی پارٹی نے پنجاب میں زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ اس نے وہاں 97 سیٹیں جیت کر ریکارڈ قائم کردیا ہے۔ برسراقتدار کانگریس پارٹی وہاں شرمناک شکست سے دوچار ہوئی ہے۔ خود وزیراعلیٰ چنی کو عام آدمی پارٹی کے ایک ایسے امیدوار نے شکست دی ہے جو ایک موبائل شاپ میں معمولی ملازم ہے۔ اس طرح عام آدمی پارٹی اب دہلی کے بعد پنجاب میں بھی حکومت سازی کرنے جارہی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ پانچ اسمبلی انتخابات کے رزلٹ کے بعد اپوزیشن کیا حکمت عملی تیار کرتی ہے۔ 2024 کے چناؤ کی تیاریاں شروع ہوچکی ہیں اور وزیراعظم نے باقاعدہ اس کا بگل بجادیا ہے۔ اگر اپوزیشن نے متحد ہوکر اس کی تیاری ابھی سے شروع نہیں کی تو نتائج اس سے مختلف نہیں ہوں گے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈرافٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس ایپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

WEEK ENDING-21/03/2022. Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail : naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371981

Scanned with CamScanner